YOUTH PARLIAMENT PAKISTAN

YOUTH PARLIAMENT PAKISTAN
YOUTH DEBATES
Wednesday, August 28, 2013

The Youth Parliament met in the Margalla Hotel Hall Islamabad at five minutes past three in the afternoon with Madam Deputy Speaker (Miss Aseella Shamim Haq) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

CALLING ATTENTION NOTICE

Madam Deputy Speaker: There is a Calling Attention Notice by Mr. Motasim Billa Khan.

Mr. Motasim Billa Khan: I would like to invite the attention of the Youth Minister for Interior towards the negligence of NADRA in issuing CNICs to Afghan refugee immigrants. It is imperative that the government should take immediate step to prevent these immigrants obtaining CNICs with the support of influential leaders or through bribes to NADRA staff.

Madam Deputy Speaker: Now we move to the next item of our agenda, Mr. Rafiullah Kakar, Mr. Matiullah Tareen, Ms. Mehwish Rani and Mr. Hazrat Wali Kakar would like to move a resolution. Before we go ahead with the resolution, we have a few new members,

برائے مہربانی آپ حلف اٹھانے کے لیے کھڑے ہو جائیں۔

OATH OF NEW MEMBERS

(On this occasion few new members took oath).

RESOLUTION

Madam Deputy Speaker: Now we move on to the item No. 5. Mr. Mateeullah Tareen would like to move a resolution.

Mr. Mateeullah Tareen: Madam Speaker, an amendment has been proposed. We are working on that amendment. The complete text of this resolution has been changed. There was some misconceptions regarding the resolution, I request the House to move on the next item until the resolution is finalized.

RESOLUTION

Madam Deputy Speaker: O.K. Item No. 6. Mr. Ejaz Sarwar and Mr. Motasim Billa Khan would like to move a resolution.

Mr. Muhammad Ejaz Sarwar: Thank you Madam Speaker. I would like to move a resolution that;

"This House is of the opinion that Government of Pakistan should develop proper flood plans, emergency response, mechanisms and other preemptive measures to mitigate devastation cause by floods every year. The government should build new water reservoirs, structure irrigation and canal systems and spread awareness about disaster and emergency control in flood hit torn areas".

میڈم سپیکر! جیسے ہم جانتے ہیں کہ پاکستان اپنے جغرافیہ، climate and water flow کی وجہ سے ہر سال سیلاب کا سامنا کرتا ہے اور سیلاب کی وجہ سے جانی و مالی نقصانات ہوتے ہیں لیکن افسوس کی بات ہے کہ حکومتیں سیلاب کی تباہ کاریوں کو control کرنے میں ناکام رہی ہیں۔ سوچنے والی بات یہ ہےکہ حکومت جب جانتی ہیں کہ سیلاب کا خدشہ ہے لیکن پھر بھی اس کے لیے proper planning نہیں کی جاتی جس کی وجہ سے ہر سال نقصان ہوتا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ اس سال بھی سیلاب آیا اور اس سے کافی نقصان ہوا، تقریباً 1.27 people affect ہوئے، 183 لوگ جاں بحق ہو گئے اور 5260 گاؤں متاثر ہوئے۔ اس resolution کی basic demand یہ ہے کہ ہم اس پارلیمنٹ کے platform سے اپنی آواز اٹھائیں کہ حکومت flood torn areas میں سیلاب آنے سے پہلے اقدامات کرے۔ ہمیشہ ہی دیکھا گیا ہے کہ سیلاب آنے کے بعد ہی حکومت کی آنکھیں کھلتی ہیں اور پاکستان میں disaster management کے لیے صرف ایک ہی ادارہ NDMA ہے لیکن اس کی functioning بھی proper نہیں ہے، اس کے صوبائی اور وفاقی دفاتر کا آپس میں تعاون کا فقدان ہے جس کی وجہ سے ہر سال یہ مسئلہ ہوتا ہے اور control سے باہر ہو جاتا ہے۔ سیلاب کی تباہ کاریوں کو control کرنے کے لیے simple چیز یہ ہے کہ پاکستان میں ڈیم نہیں بنائے گئے اور اسی کی وجہ سے جو بھی پانی اونچے علاقوں سے نیچے آتا ہے وہ control نہیں ہوتا او رسیلاب آجاتا ہے۔

میڈم سپیکر! ہم اس platform سے یہ demand کرتے ہیں اور اس وقت اس چیز کی ضرورت بھی ہے چونکہ پاکستان میں اس وقت energy crisis بھی ہے، اس لیے جتنے زیادہ ڈیمز اور water reservoirs بنائے جاسکتے ہیں وہ بنائے جائیں تاکہ اس مسئلے کو control کیا جا سکے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترم معتصم باﷲ صاحب۔

Mr. Motasim Billa Khan: Thank you Madam Speaker. I would just like to put some light on the initiatives that the government should put in its priority list. First of all, I would prefer the information that the people of those areas who are expected to be hit by the flood should be informed before time. Secondly, they should build some canals so that the water of the flood can be disbursed. Thirdly, the government should install warning system at the districts level, as one of the warning system fruitful in Mansehra District.

At the end, I would like to bring it to the notice of the government that hundreds of internally displaced people of Punjab due to the flood in River Satluj are living in devastating condition in tents in Poch and Chakdara. There is no help for them from the government and they visited houses, mosques and markets to get the financial help from the people. Thank you.

Madam Deputy Speaker: Mr. Abdul Samad *sahib*.

جناب عبدالصمد خان: شکریہ، میڈم سپیکر! مجھے بڑا افسوس ہوا کہ treasury benches سے اس resolution پر کسی نے کوئی بات نہیں کی۔ بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ پاکستان میں بہت کم ادارے ایسے ہیں جن کی تعریف کی جاسکے یا جن کے کردار کو سراہا جا سکے۔ میڈم سپیکر! پاکستان میں ادارے تو بنائے جاتے ہیں، almost ہر آفت سے نمٹنے کے لیے ادارہ بنایا جا چکا ہے لیکن بات یہ ہے کہ اس ادارے کی performance اتنی خراب ہوتی ہے کہ اس کا actual purpose جس کے لیے وہ ادارہ بنایا جاتا ہے وہ ختم ہو کر رہ جاتا ہے۔

میڈم سپیکر! یہ resolution جو یہاں لائی گئی کہ یہاں ہر سال سیلاب آتے ہیں اور پاکستان flood prone علاقہ ہے کیونکہ آپ کے پہاڑی علاقوں سے لے کر سمندر تک ایسیgeographic conditions ہیں کہ آپ کے پاس ہر علاقہ موجود ہے اور پانی ایک flow میں وہاں تک جاتا ہے۔ Before coming to this resolution, I would like to quote the example of Japan here as well. جس طرح ہمیں پتا ہے کہ جاپانearthquake prone area میں located ہے، اس لیے وہاں جب بھی کوئی چیز کی جاتی ہے اور وہاں کا emergency response system اس طرح install کیا گیا ہے کہ اگر زلزلہ بھی آتا ہے تو بعض علاقوں میں آپ کو دس سیکنڈ اور بعض علاقوں میں بیس سیکنڈ تک دیے جاتے ہیں کہ زلزلہ آرہا ہے، 20 seconds as compared to zero second is huge thing اگر آپ کو بیس سیکنڈ دیے جاتے ہیں تو آپ اپنا کمرہ خالی کر کے کسی محفوظ جگہ میں پہنچ سکتے ہیں اور اس طرح آپ زیادہ نقصان سے بچ سکتے ہیں۔ وہاں کی building construction اس طرح ہوتی ہے کیونکہ وہاں high rise buildings and skyscrapers ہیں۔ وہاں 7.5 magnitude اور اس طرح کے زلزلے آتے ہیں اور وہاں جو buildings ہوتی ہیں like the building of more than thousand feet it vibrate like a pendulum لیکن وہ building نہیں گرتی۔ میں آپ کو جاپان کی مثال اس وجہ سے دے رہا ہوں کہ وہاں حکومت کو پتا ہے کہ ہمارے علاقے earthquake prone ہیں، اس لیے انہوں نے اس کے لیے پہلے سے انتظامات کیے ہوئے ہیں۔ اگر وہاں tsunamis بھی آتے ہیں تو بھی وہ اس کے لیے already prepared ہوتے ہیں۔

میڈم سپیکر! پاکستان کے ساتھ کیا المیہ رہا ہے کہ جب سیلاب آجاتا ہے، تباہی ہو جاتی ہے تو اس کے بعد سیاستدان اپنی مشہوری کے لیے، publicity stunt کے لیے سیلاب والے علاقوں میں جا کراپنے کپڑے گھیلے کرتے ہیں اور اس طرح انہیں media coverage مل جاتی ہے، پھر اس کے بعد سیلاب کی تباکاریاں اسی طرح موجود رہتی ہیں۔ آپ کا emergency response system already بن چکا ہے، ہم اس پانی کو control کرنے کے لیے reservoirs بنا سکتے ہیں، اس کے لیے ہمارے پاس بہت زیادہ plans موجود ہیں، ہم اس پانی کا رخ تبدیل کر سکتے ہیں، ہمارے پاس بلوچستان میں اس طرح کا بہت سا علاقہ موجود ہے ہم جہاں تک پانی پہنچا سکتے ہیں اور اس کی feasibility reports already موجود ہیں۔ جب یہ سارا کچھ ہو سکتا ہے جبکہ پچھلے پانچ چھ سالوں سے تو almost ہر سال لاکھوں لوگ سیلاب سے متاثر ہوتے ہیں۔ جس طرح میں نے یہ بتایا ہے کہ 1.27 million people لوگ تو کوئی اتنے زیادہ لوگ نہیں ہیں اور اس میں حکومت کے stakes involved ہیں کہ وہ ان لوگوں کی rehabilitation کے لیے، ان کی restructuring کے لیے، انہیں دوبارہ colonize کرنے کے لیے کالونیاں بنائی جاتی ہیں اور یہ سب کچھ حکومت کر رہی ہے، عوام کو نقصان ہو رہا ہے تو why not this is on

the priority of the government right now. Madam Speaker, we fully endorse, our party will fully support this resolution اور ہم درخواست کریں گے کہ حکومت اس resolution کو سنجیدگی سے لے اور اسے اپنی priority میں رکھے۔ شکریہ۔

میڈم سپیکر: محترم مطیع اللہ ترین صاحب۔

Mr. Mateeullah Tareen: Thank you Madam Speaker. There is no doubt that it was a complete and very well defined resolution and I completely endorse this resolution. The flood situation in Pakistan presently and in very recent past we have seen in 2010
جب پاکستان کی تاریخ کا ایک بہت بڑا سیلاب آیا اور اس میں بہت سارے لوگ بے گھر ہوئے، بہت سارے لوگ IDPs بنے اور اپنے ہی ملک میں internally displaced ہوگئے تھے، بیماریاں پھیلیں اور بہت سارے ایسے events ہوئے۔ Such things are very miserable and the out come of ill-management on behalf of the government کہ سیلاب کےmanagement کے قانون پر صحیح عملدرآمد نہیں ہو رہا، ان طریقوں کو صحیح طرح apply نہیں کیا جاتا۔ اس طرح کی situations میں developed countries میں کافی اچھی طرح manage کیا جاتا ہے۔ and you are limited resources whatever you have, you have the capacity to deal with such events.
اب اس میں لاپرواہی کی ایک مثال یہ ہے کہ جو حفاظتی بند یا پشتے بنائے جاتےہیں انہیں feudal lords influence کے ذریعے اپنی زمینیں اور جاگیریں بچانے کے لیے توڑ دیتے ہیں۔ Now such a small thing results in the devastation of large area. آپ کےlivestock کو نقصانات پہنچاتے ہیں، آپ کی cultivation lands کا نقصان کرتے ہیں، human loss ہوتا ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہوتی۔ ایسی چھوٹی چھوٹی چیزیں ہوتی ہیں جو آپ کے اس management plan کو ختم کر دیتی ہیں۔So I completely endorse this resolution اور ایک بات یہ بھی کی گئی تھی کہ ڈیم بنائے جائیں yes, definitely dams بہت ضروری ہیں۔ اگر ڈیمز ہوں گے تو پانی کو restore کیا جاسکتا ہے۔ The dilemma with us is now that we are focusing on only dam and that is Kala Bagh Dam, just get out of this dilemma. I know the opposition did not talk about this میں overall country کےconsensus میں بات کر رہا ہوں کہ ہم صرف ایک dam کے dilemma میں پھنسے ہوئے ہیں اور بہت سارے دوسرے ایسے projects ہیں جن پر کام کیا جاسکتا ہے، ان پر rapidly کام کروا کر water storage capacity بھی بڑھائی جاسکتی ہے اور ایسیsituation سے بھی deal کیا جا سکتا ہے۔ So we need to work on those projects and we need to bring up consensus on all the dams those are necessary for such situation. Thank you.

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترم عمر نعیم صاحب۔

جناب عمر نعیم: شکریہ، میڈم سپیکر! جیسا کہ عبدالصمد نے اس بارے میں کافی briefly بتا دیا ہے۔ اس میں ایک چیز یہ بھی ہے کہ ہمارے پاس اتنےplans موجود ہیں کہ ہم اس کو ہر طرح سے tackle کر سکتے ہیں۔ پورے ملک کی طرف نہ جائیں جن راستوں سے پانی گزرتا ہے یا ہمیں خطرہ ہے اگر ہم انہی جگہوں کے لیے تھوڑی سی planning کرلیں۔ ہم بڑے بڑے شہروں اور دوسری جگہوں پر اتنی بڑی بڑی investments کرتے ہیں لیکن اگر ان جگہوں پر حفاظتی اقدامات کیے جائیں تو ہم اتنے بڑے disaster سے بچ سکتے ہیں۔

عبدالصمد نے یہ بھی بہت ٹھیک بات کی کہ سیاسی پارٹیوں کے لیڈران سیلاب میں اپنے کپڑے گھیلے کر کے میڈیا کو دکھا رہے ہوتے ہیں کہ ہم ان لوگوں کے ساتھ ہیں، ہماری ہمدردی ان لوگوں کے ساتھ ہے۔ جب سیلاب آتا ہے تو اس وقت کمیٹیاں بنا دی جاتی ہیں کہ فلاں کمیٹی اس بارے میں کارروائی کرے گی، آپ پہلے ہی اس بارے میں کوئی اقدامات کریں۔ آپ کو flood disaster report اسی لیے دی جاتی ہے کہ اس میں سب کچھ بتایا جاتا ہے کہ آپ کو آئندہ سال کس طرح کے سیلاب کا خطرہ ہے۔ اس میں briefly بتایا جاتا ہے، اس کے باوجود ہمارے تمام ادارے اور وزراء خاموش رہتے ہیں، وہ اس پر کوئی کارروائی نہیں کرتے۔ اس forum کے ذریعے میری Secretariat سے بھی درخواست ہے کہ اس Youth Parliament کی طرف سے حکومت کو ایک message دیا جائے کہ اس چیز پر کوئی action لیا جائے کیونکہ ہمیں ہر سال اس سے نقصان ہوتا ہے۔ میں دوسرے ممبران سے بھی گزارش کروں گاکہ میری اس بات کو آگے بڑھایا جائے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترم شفقت علی صاحب۔

جناب شفقت علی: شکریہ، میڈم سپیکر! محترم عبدالصمد، مطیع اللہ ترین اور عمر نعیم صاحب نے اس پر کافی بات کر لی، انہوں نے اس کے مسائل اور solutions پر بھی بات کی۔ میں تھوڑے سے facts کی طرف آنا چاہوں گا کہ جہاں تک سیلاب کی بات ہے کہ ڈیمز بنائے جائیں تو ہم نے اس وقت IMFسے ان کی شرائط پر قرضے لیے ہوئے ہیں۔ اگر ہم UN کے قانون کے مطابق دیکھیں تو امریکہ، برطانیہ اور دوسرے بڑھے ممالک ترقی پزیر ممالک کو قرضے دینے کے پابند ہیں نہ کہ وہ شرائط عائد کریں کہ اگر ہماری شرائط پوری کی جائیں گی تو ہم آپ کو قرضے فراہم کریں گے بلکہ وہ قرض دینے کے پابند ہیں۔ ہم کوئی بھی project شروع کرتے ہیں، آپ دیکھ لیں کہ ہم نے ایران کے ساتھ گیس پائپ لائن کا منصوبہ شروع کیا، اس میں امریکہ involve ہوا اور پابندیاں لگا کر، pressure ڈال کر اسے روک دیا گیا۔ اب نیلم جہلم منصوبہ شروع کیا گیا ہے تو اس کے لیے ہمیں جو قرض یا امداد فراہم کی گئی تھی، وہ روک دی گئی ہے۔ کچھ عرصے سے چین کی جو کمپنی کام کر رہی ہے، اسے رقم فراہم نہیں کی گئی اور اب انہوں نے کام روک دیا ہے۔ اگر حکومت کچھ فراہم نہیں کر سکتی تو اس میں حکومت کی Interior and Foreign Ministries بالکل ناکام ہیں، صرف باتوں پر کام چلتا ہے۔ اگر ہم UN یا ثالثی عدالت میں جائیں تو ہمارا حق بنتا ہے کیونکہ انڈیا ہمارا پانی نہیں روک سکتا۔ میں اس کی مثال کشن گنگا ڈیم کے بارے میں دوں گا جو انہوں نے دریائے چناب پر بنایا اور وہ اسے مکمل کر چکا ہے۔ اس میں انہوں نے ایک سرنگ بنائی ہے جو اپنے افتتاح کے قریب پہنچ چکی ہے۔ جب اس کا افتتاح ہو جائے گا تو اس سےپاکستان کا 40% مزید پانی کم ہو جائے گا۔ سندھ طاس معاہدے کے مطابق جب انڈیا نے یہ project شروع کیا تھا تو ہمیں فوراً اس پر action لینا چاہیے تھا لیکن ہم نے اس وقت action لیا جب 80% کام مکمل ہو گیا تھا۔ اب اس پر یہ باتیں کی جائیں کہemergency warning دی جائے، حکومت کو بند بنانے چاہییں، جو کام کرنے والا ہے ہم وہ نہیں کرتے، ہم پہلے ہی عالمی عدالت میں کیوں نہ گئے؟ اب 80% کام مکمل ہونے کے بعد وہاں جانے کا کیا فائدہ ہے؟ لہذا ہمیں according to the rules of UN جو انہوں نے خود frame کیے ہیں، ہمیں انہیں follow کرنا چاہیے اور ان کی شرائط پر قرض دیےجائیں تاکہ ہم اپنے projects کو مکمل کریں۔

میڈم سپیکر! ہم لوگ باتیں کرتے ہیں لیکن کام نہیں کرتے۔ ہمارے ساتھ ہی انڈیا آزاد ہوا تھا، انہوں نے اس وقت 4079 dams بنا لیے ہیں جبکہ ہم اپنےتین یا چار ڈیموں کو بھی مکمل طور نہیں چلا سکے۔ یہ foreign policy کی ناکامی ہے اور اسے ٹھیک کرنا چاہیے بجائے اس کے کہ آپ اضلاع میں warning دیتے پھریں۔ رہی بات اضلاع میں warningدینے کی تو اس وقت emergency rescue چوبیس گھنٹے چوکس بیٹھی ہے، DCO and Commissioner موقع پر ان علاقوں میں warning بھی دے رہے ہیں، انہیں خالی بھی کروا رہے ہیں۔ میرا اپنا گھر دریائے ستلج سے چھ یا سات کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اور جب انڈیا نے اس میں پانی چھوڑا تو وہاں کا علاقہ تین دن پہلے مکمل طور پر خالی کروالیا گیا، یہ حکومت اس چیز پر عمل بھی کر رہی ہے، ان کو warning بھی دے رہی ہے، لوگوں کو facilities بھی دے رہی ہے، کھانا بھی فراہم کیا جارہا ہے۔ صرف اس چیز پر زور نہ دیا جائے کہ ہم warning دیں بلکہ ہم یہ دیکھیں کہ ہمیں اپنی foreign policy کامیاب کرنی چاہیے اور ہم قانونی حقوق حاصل کر کے اپنے projects کو مکمل کرنا چاہیے۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: The Leader of the Opposition.

جناب کاشف علی (قائد حزب اختلاف): شکریہ، میڈم سپیکر! مجھے بڑا افسوس ہے کہ حکومتی بنچوں کو terrorism کے علاوہ کوئی چیز سمجھ ہی نہیں آتی۔ اس resolution میں کیا بات کی گئی ہے، یہاں کیا باتیں ہورہی ہیں، مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی۔ آپ دیکھیں کہ اس resolution میں جس context میں انہوں نے ڈیمز والے سلسلے کو narrate کیا ہے کہیں نہیں کیا گیا بلکہ اس میں یہ چیز demand کی گئی ہے کہ آپ pre-disaster management کو promote کریں کہ ان disasters کو کیسے روکا جائے؟ یہاں مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اس میں foreign policy کیسے آگئی؟

میڈم سپیکر! مسئلہ صرف ایک ہی ہے کہ اگر آپ دیکھیں کہ پہلے اجلاس سے ہی ایسے issues government benches کیpriority میں ہی نہیں ہیں۔ اگر آپ حکومتی بنچوں کے رویوں کو دیکھیں، ان کی کارکردگی کو دیکھیں کہ وہ کن چیزوں کو emphasize کرتے ہیں، وہ terrorism سے شروع کرتے ہیں اور بلوچستان کو add کرلیتے ہیں، چاراجلاسوں ہوگئے ہیں خدارا! ہم اس چیز کو deny نہیں کر رہے، میں آپ کو یہ بھی بتاتا چلوں کہ جتنا terrorism پر، foreign policy پر جتنا کام میری پارٹی نے کیا ہے، Youth Parliament کی تاریخ میں شاید ہی اتنا کام ہوا ہو لیکن ہم اس کے ساتھ ساتھ ایک parity رکھتے ہیں، ہم اس بات کو deny نہیں کر رہے کہ terrorism اس ملک کا سب سے بڑا مسئلہ ہے، there is no doubt about that, there is no debate about that but you can not over shadow the other important issues over this entire debate. بات یہ ہے کہ آپ ان چیزوں کو priority میں رکھیں، آپ ان کا آج کا رویہ دیکھ لیں کہ اتنی recent اتنا important resolution, issue جس پر hardlyدو ممبران نے بات کی ہے۔ یا تو یہ lack of knowledge کا مسئلہ ہے اور اگر یہ lack of knowledge کا مسئلہ ہے تو میں اپنی پارٹی کی support انہیں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

Madam Deputy Speaker: Kashif *sahib*, there are also time constraints.

جناب کاشف علی: جی۔ میڈم سپیکر! میں اس کو بھی support کرنا چاہتا ہوں کہ آئیں، ہمارے ساتھ بیٹھیں، ہم آپ کو ایسے issues کے بارے میں سمجھائیں گے کیونکہ یہ بہت important issues ہیں۔ میں آخر میں

وزیراعظم صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ ان چیزوں کو priority میں رکھا جائے اور contextمیں چیزکو سمجھا جائے کہ کس resolution پر کون سی بات کی جا رہی ہے۔ میں اس resolution کو لانے پر اعجاز صاحب کا بہت شکرگزار ہوں۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترم ہشام ملک صاحب۔

جناب ہشام ملک: شکریہ، میڈم سپیکر! محترم اپوزیشن لیڈر صاحب شاید تھوڑا غصہ کر گئے تھے۔ بہرحال میں کچھ چیزوں کے بارے میں بات کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے lack of knowledge کی بات کی، محترم اعجاز سرور صاحب کے knowledge میں بھی تھوڑی کمی تھی کہ انہوں نے صرف NDMA کی بات کی وہ شاید Flood Commission کو بھول گئے تھے۔ اسی طرح عبدالصمد صاحب سے میرا سوال ہے کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ جاپان میں زلزلے سے بیس سیکنڈ پہلے کوئی message آتا ہے، وہ بتائیں تو سہی کہ زلزلے سے پہلے کیا آتا ہے؟ جاپان میں صرف یہ ہے وہاں building کا infrastructure اس طرح کا ہے کہ وہ shock and earthquake proof ہوتی ہیں اور ابھی تک ایسا کوئی نظام نہیں آیا کہ بیس سیکنڈ پہلے کوئی message کیا جائے کہ زلزلہ آنے والا ہے اور آپ تمام عمارتیں خالی کر دیں۔

میڈم سپیکر! Terrorism کی بات ہو رہی تھی، چلیں اپوزیشن نے یہ تو تسلیم کیا کہ یہ number one issue ہے۔ انہوں نے ایک بات کی کہ سیلاب آرہے ہیں اور preemptive strike کریں، سیلاب کو روکنے کے لیے یہ بنا دیں وہ بنا دیں، اس میں اُس طرف confusion یہ تھی کہ infrastructure بنانا ہے یا institutions کو strong کرنا ہے؟ پہلی بات یہ ہے۔ میں infrastructure پر بعد میں بات کروں گا،institutions کو strong کرنا ہے، Flood Commission کو strong کریں، میں مانتا ہوں کہ ہماری حکومت کا یہ مسئلہ رہا ہے کہ جو بند ہوتے ہیں، وہ خود decide کرتے ہیں کہ ان کو کہاں سے breachکرنا ہے اور کہاں سے نہیں کرنا تاکہ ان کی direction change کی جاسکے۔ ٹھیک ہے وہاں پر کسی حد تک decision making کا مسئلہ رہا ہے جسے improve کرنے کی ضرورت ہے۔ اپوزیشن کو infrastructure سے relatedایک اور بات کرنے کی ضرورت ہے اور ان کی آسانی کے لیے شاید انہیں سمجھ نہ آئے کہ فرض کریں کہ اگر حکومت کے پاس سو روپے ہیں اور وہ سارے ڈیموں پر لگا دیے جائیں تو باقی کاموں کا کیا ہو گا؟ یہ ideal باتیں تو ہیں کہ سارے ڈیمز بن جائیں یا ندی نالے پکے ہو جانے چاہییں، دریاؤں کی direction mold کر دینی چاہیے لیکن بات یہ ہے کہ اس کے لیے funds نہیں ہیں اور اس کے لیے gradually improve کرتےہیں، آپ نے fundsدوسری جگہوں پر بھیdivide کرنے ہوتے ہیں، دوسری development schemes بھی ہوتی ہیں، صرف floods or terrorism ہی حکومت کی priorityنہیں ہوسکتے۔ جس طرح آپ کی resolution ہے کہ آپ سارے پیسے ادھر ہی ڈال دیں۔ بہرحال حکومت ابھی نئے ڈیموں کے لیے negotiationبھی کر رہی ہے جن میں بھاشا ڈیم، ست پارہ ڈیم بھی شامل ہیں، اس کے لیے ذرا صبر کریں، وقت کے ساتھ ساتھ improvement آئے گی، حکومت ابھی فوری طور پر اپنے institutions کو strong کر سکتی ہے اور اس کے لیے حکومتconcerned ہے۔ اگر آپ کو لگ رہا ہے کہ اس سال بھی حکومت نے respond کرنے میں مسئلہ رہا ہے لیکن آہستہ آہستہ یہ چیز improvement کی طرف جائے گی۔ حکومت اس چیز کو بالکلignore نہیں کر رہی اورجہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ابھی تک حکومت نے اس بارے میں

ابھی بات نہیں کی تو وہ یہ بات تھی کہ list میں آپ کے speakers کے نام پہلے آئے ہوئے تھے۔ ہم اس چیز کو important سمجھتے ہیں اور آپ کے concerns کو address کرنے کی پوری کوشش کریں گے۔ شکریہ۔

میڈم سپیکر! ایک چیز یہ بھی ہے کہ جاپان کو پاکستان کے ساتھ compare نہیں کیا جا سکتا، وہ world 3rd largest economy ہے اور پاکستان شاید top 30 میں بھی نہیں ہے۔ دوسری چیز یہ کہ even developed states میں بھی disaster management میں issues آ جاتے ہیں۔ ہم اسی ملک کی مثال لے لیتے ہیں جس کی انہوں نے بات کی تھی کہ جاپان میں 2011 میں سونامی آیا تھا جس میں Fukushima nuclear power plant اور ان کے پورے کے پورے شہر تباہ ہو گئے تھے، اس بارے میں کسی کو خیال نہیں آیا کہ اتنی developed nation بھی اسے cover نہیں کر سکی۔ بہرحال غلطیاں ہر جگہ ہوتی ہیں، develop nations and developing nations میں بھی۔ کچھ disasters ایسے ہوتے ہیں جن کو آپ preempt نہیں کر سکتے لیکن capability and capacity increase کرنے کی ضرورت ہے اور اس پر ہم ان کی resolution کو support کرتے ہیں۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Now I put the resolution to the House.

(The motion was carried)

Madam Deputy Speaker: Now we move to Item No. 5. Mr. Rafiullah Kakar, Mr. Mateeullah Tareen, Ms. Mehwish Rani and Mr. Hazrat Wali Kakar would like to move a resolution. Mr. Rafiullah Kakar.

جناب رفیع اللہ کاکڑ: شکریہ، میڈم سپیکر! یہ resolution چونکہ Defence Committee of the Cabinet کی میٹنگ کے بعد media reports کی بنیاد پر بنائی گئی تھی۔ دو تین دن بعد اُن media reports کی تردید کی گئی اس لیے میں اس resolution کی ایک amendment پیش کر چکا ہوں، شاید آپ کے پاس بھی وہ پہنچ گئی ہو گی۔ میں یہاں اسے پڑھ دیتا ہوں؛

> "This House believes that given the discouraging history of peace deals with Islamic militants. The government shall hold talks with only those militants who laid down their arms and renounce violence. The incumbent government whose approach seems to be confused at best must put to an end of its policy appeasing the Islamic militants. A principal stance about using force against militants who refuse to lay down their arms will go a long way in effectively countering the menace of terrorism and establishing the writ of the state".

Madam Deputy Speaker: Mohtaram before you continue let me put the amendment to the House. Now I put the amendment to the House.

(The motion was carried)

Madam Deputy Speaker: Mr. Mateeullah Tareen.

Mr. Mateeullah Tareen: Thank you Madam Speaker. This has been one of the most seriously debated upon issues in the country for the last couple of years in particular. I would take the prestigious and precious time of this House because this is a very very important issue. Main streamline parties, intellectuals and people from all segments of society are polarized as far as this issue is concerned. I would

particularly condemn the attitude of the incumbent government because there are in a confuse state regarding their approach towards terrorism

کبھی وہ مذاکرات کی بات کرتے ہیں and then they do not know how to proceed about negotiations? ان کے پاس clear terms نہیں ہیں کہ مذاکرات کیسے کیے جائیں؟ اس کے علاوہ بڑے arguments دیےجاتے ہیں، میں آپ کا تھوڑا سا وقت لوں گا کیونکہ یہ بہت important issue ہے۔ یہاں کچھ لوگوں کو شاید یاد نہ ہو کہ مذاکرات اس ملک میں پہلے بھی بہت مرتبہ ہو چکے ہیں، militants کے ساتھ بہت سی deals ہو چکی ہیں، میں پہلے ان deals کی brief history بتانا چاہتا ہوں کیونکہ اس کے بغیر آپ اس issue کو address ہی نہیں کر سکیں گے۔

Madam Speaker, we have a history of peace deals with Islamic militants

طالبان کے ساتھ کافی معاہدے ہوئے، the first one was Shakai peace agreement in 2004. Shakai peace agreement کمانڈر نیک محمد کے ساتھ اس لیے ہوا کہ حکومتِ پاکستان کو وہاں پر موجود foreign militants کے ساتھ issue تھا تو حکومتِ پاکستان نے ان سے درخواست کی کہ یا تو انہیں register کیا جائے یا انہیں یہاں سے نکال دیا جائے اور finally یہ درخواست تھی کہ ان foreign militants کو to stop them from launching violence across the border in Afghanistan. حکومت نے وزیرستان میں operation کیا but they suffered heavy casualties. They came on the back foot اور انہوں نے ایک unknown جسے لوگ نہیں جانتے تھے، کمانڈر نیک محمد کے ساتھ امن کا معاہدہ کر کے for the first time the dominance and strength of the militants was institutionalized by signing a written peace agreement with the militants. یہ امن معاہدہ ہوا اور اس کی کیا شرائط تھیں؟ وہ ہمارے لیے حیران کن ہیں کہ it was on the terms of Commander Naik Muhammad foreign militants were allowed to live peacefully in Waziristan, یہ اُس معاہدے کا حصہ تھی۔ کمانڈر نیک محمد سے صرف یہ درخواست کی گئی کہ چلیں اگر آپ ناراض نہ ہوں تو برائے مہربانی انہیں صرف register کریں اور انہیں افغانستان جانے سے روکیں، ان terms پر معاہدہ ہوا اور یہ معاہدہ پچاس دن سے زیادہ نہیں چل سکا کیونکہ Commander Naik Muhammad refuses to register foreign militants with the Government of Pakistan and there was no succession of hostilities across the border in Afghanistan as well.

میڈم سپیکر! اس کے بعد دوسرا اہم معاہدہ سراروغہ امن معاہدہ 2005 میں بیت اللہ محسود کے ساتھ ہوا۔ South Warizistan میں militancy کی expansion ہوئی تو حکومت کو خطرہ ہوا کہ South Warizistan کو تو at least بچایا جائے۔ اس لیے انہوں نے بیت اللہ محسود کے ساتھ یہ معاہدہ کیا۔ اس معاہدے میں یوں لگتا ہے کہ یہ state and non-state actors کے درمیان نہیں بلکہ ایک state and one super power کے درمیان ایک معاہدہ ہوا ہے۔ بیت اللہ محسود کی تقریباً تمام شرائط مانی گئیں، انہیں بھی یہ نہیں کہا گیا کہ آپ foreign militants کے خلاف کوئی کارروائی کریں یا انہیں register کریں، انہیں صرف یہ کہا گیا کہ آپ پاکستانی security forces پر attack نہ کریں اور foreign militants سے کوئی تعلق نہ رکھیں۔ اس معاہدے میں بیت اللہ محسود اور اس کا group was not asked to lay down their arms, neither they were asked to surrender foreign militants, ایسی کوئی بھی demand نہیں کی گئی۔ ہاں! پچھلے دو معاہدوں میں جو کام کیے گئے کہ heavy compensations financial amount was paid to these tribal militants. انہیں heavy financial aid compensation کی صورت میں

دی گئی اور they used this money to re-strengthened themselves militarily. انہوں نے وہ پیسا اپنے اوپر لگایا بجائے اس کے کہ جن لوگوں کے نقصانات ہوئے تھے وہ انہیں یہ پیسا دیتے۔ اس کے علاوہ بیت اللہ محسود کے ساتھ معاہدے میں ایک نئی بات یہ تھی کہ he was not restricted, اس پر ایسی کوئی پابندی نہیں لگائی کہ وہ cross border attacks نہ کرے۔

اس کے بعد ایک اور اہم deal Meran Shah Agreement ہوتا ہے۔ یہ معاہدہ بھی پانچ، چھ مہینے سے زیادہ نہیں چل سکا کیونکہ عبداللہ محسود جو اس کا cousin تھا، opted out of this agreement. اس کے بعد 2006 میں Miran Shah Peace Accord کے نام سے ایک اور important agreement ہوتا ہے۔ ان معاہدوں میں جو خطرناک باتیں ہیں میں ان کی طرف آتا ہوں۔ اس کے بعد 2008 میں Swat Agreement ہوتا ہے۔ اسی طرح جب Peoples Party اور ANP کی نئی حکومت آئی تھی تو اس وقت بھی لوگ یہ کہہ رہے تھے کہ ایک مرتبہ sincere ہو کر مذاکرات کیے جائیں۔ ANP حکومت نے تمام قسم کی relaxation دکھائی، ان کے ساتھ مذاکرات کیے 2008 میں، بہت سے القاعدہ اور طالبان کے قیدی رہا کیے۔ 2009 میں نظام عدل اور شریعہ کا جو ان کا defined version تھا کو implement کیا گیا۔ اس معاہدے کی اہم بات یہ تھی کہ Taliban will surrender their arms لیکن جیسے ہی یہ معاہدہ ہو گیا تو طالبان نے اپنے آپ کو strengthen کر لیا اور instead of surrendering their arms they started military expansion اور وہ سوات تک پہنچ گئے۔ پھر سوات کے ساتھ انہوں نے مینگورہ پر قبضہ کر لیا and they were just 60 miles away from the Capital of Pakistan. میں ان کی تاریخ اس لیے نہیں دہرا رہا ہوں کہ یہ کوئی تاریخ کی کلاس ہے بلکہ یہ اس لیے ضروری ہے کہ حقیقت کو سمجھا جا سکے۔ اس کے علاوہ ہم نے unwritten peace deals کیے۔ کبھی حافظ گل بہادر کے ساتھ، کبھی مولوی نذیر کے ساتھ، کبھی مولوی فقیر کے ساتھ، ان سب کے ساتھ ہم نے مختلف قسم کی peace deal ہیں۔ ان peace deals میں کچھ commonalities ہیں اور وہ یہ ہیں کہ جو conclusion ان peace deals سے ہم draw کر سکتے ہیں، that all of these peace agreements were singed from a position of weakness, i.e number one. Almost all of these peace agreements were signed on the terms of the militants. Third, except for the 2008 agreement. In none of these agreements the militants were asked to lay down their arms. نمبر ۴،ان تمام معاہدوں میں financial compensation دی گئیں اور طالبان کے قیدیوں کو رہا کیا گیا۔ نمبر ۵، ان تمام معاہدوں کو invariably all of these agreements were used by the militants by the Taliban for regrouping and re-strengthening themselves to attack the Pakistani security forces some time in the future. اس کے social جو سب سے خطرناک ramifications ہوئیں وہ شاید اسلام آباد، لاہور اور ہم جیسے لوگ جو metropolitan cities میں رہ رہے ہیں ان کو یہ facts and ground realities نہیں پتا وہ یہ تھیں کہ جب بھی حکومت نے operation launch کئے، Tribal elders نے حکومت کا ساتھ دیا۔حکومت ایک سال بعد جب مذاکرات کرتی ہے، طالبان سے صرف یہ request کرتی کہ all of the agreements should focus on not attacking the security forces اس کے علاوہ ان agreements میں کوئی بات نہیں تھی کہ آپ نے common لوگوں کے ساتھ کیا کرنا ہے۔ They were left at the mercy of militants. Militants نے کیا کیا ہے؟ میڈم سپیکر یہ بڑی خطرناک بات ہے militants نے

ان one by one agreements کے بعد ہر اس tribal elders کو جا کر قتل کیا جس نے حکومت کا ساتھ دیا تھا۔ یہ on the record ہے پچھلے دس سال میں فاٹا میں آٹھ سو سے زیادہ قبائلی خان، ملک اور سردار مارے جا چکے ہیں and all of these were those people who had favoured the government sometimes or the other times in the past against the militants. یہ agreement کر کے ان militants کو power میں لے آتے تھے وہ militants سب سے پہلے one by one choose کرتے تھے جنہوں نے ان کے خلاف حکومت کا ساتھ دیا تھا۔ Social structure تباہ ہوگیا، قبائلی علاقوں میں ایک traditional social structure جس میں social hierarchy ہے اس کو اس لیے تباہ کیا گیا کیونکہ کمانڈر نیک محمد جیسے بندے جس کی کوئی اوقات نہیں تھی، جس کی کوئی value نہیں تھی اس کے ساتھ مذاکرات کر کے، آپ نے اس کو state کے equal value دے دی۔ You treated them as an equal partner. حکومت جب ایک non-state actor کے ساتھ ان termsپر مذاکرات کر رہی ہے، ایک اور interesting بات کہ سارے کے سارے مذاکرات militants کے headquarters میں ہوئے ہیں۔ کبھی نیک محمد کے ساتھ، جب بیت اللہ محسود کے ساتھ 2006 میں میران شاہ میں معاہدہ ہو رہا ہے ، جس سٹیڈیم میں مذاکرات ہو رہے ہیں اس سٹیڈیم میں بھی طالبان جھنڈا لگا ہوا ہے، پاکستان کا نہیں۔ اتنی position of weakness کے ساتھ ہم نے یہ معاہدے کئے we facilitated the militants.

اس سے ہم اس بات پر پہنچ سکتے ہیں کہ بھئی مذاکرات ان شرائط پر اگر کریں گے، مذاکرات میں ہتھیار نہ ڈالنے کی شرائط ان مذاکرات میں نہ شامل ہوئی تو وہ مذاکرات بےسود ہیں، ان کا کوئی فائدہ نہیں، they will leave the people of these areas at the mercy of the militants once again. اس سے کوئی فائدہ نہیں ہونا آپ مذاکرات ان کے ساتھ کریں گے تو میڈیم سپیکر! آپ یہاں پر نہیں بیٹھ سکیں گی۔ فاٹا کی لڑکیاں تعلیم حاصل نہیں کر سکیں گی، سکولوں پر پابندیاں لگا دی جائیں گے، خواتین کو گھروں سے نکلنے نہیں دیا جائے گا، لڑکیوں کے جو تھوڑے بہت ادارے باقی ہیں ان پر پابندیاں لگا دی جائیں گی، نہ آپ ادھر ہوں گی، نہ سونیا ادھر ہوگی اور شاید نہ کوئی اور ادھر ہوگی۔ ان لوگوں کے ساتھ اگر ہم نے مذاکرات کرنے ہیں تو we must clearly define, the Government must clearly define its preconditions کہ ان شرائط پر مذاکرات کریں گے ورنہ مذاکرات نہیں ہوں گے۔ بہت سے ہمارے ایسے دوست ہیں، other side of the picture ہے میں اس کو بھی counter کروں گا۔

پہلا argument یہ دیا جاتا ہے کہ بھئی امریکہ جیسا طاقتور ملک طالبان کے ساتھ مذاکرات کر رہا ہے تو ہم کیوں نہیں؟ I wonder at the rationality of this argument. میرے بھائیو! امریکہ افغانستان سے is negotiating an exit strategy. Are we negotiating an exit strategy from FATA? امریکہ افغانستان سے نکل رہا ہے اس کو ایکsafe exit چاہیے۔ کیا ہم نے FATA and KPK کو طالبان کے حوالے کرنا ہے؟ Are we really serious کہ ہم وہاں سے نکلنا چاہتے ہیں؟ امریکہ صرف نکلنا چاہتا ہے ایک semblance of stability دے کر تاکہ دنیا میں اس کی بدنامی نہ ہو، بعد میں بے شک افغانستان میں جو کچھ بھی ہو، America has no concern with that کیا ہم بھی واقعی میں ایسا ہی کرنا چاہتے ہیں؟ اگر ہمارے بھی ایسے ہی ارادے ہیں تو we are negotiating an exit strategy ہم فاٹا کو طالبان کے حوالے کرنا چاہتے ہیں۔ فاٹا میں ہمارے بعد جو کچھ بھی ہو جائے، طالبان

فاٹا کے لوگوں کے ساتھ جو کچھ بھی کرے، اگر ہمارے واقعی یہی ارادے ہیں تو پھر ٹھیک ہے ہمیں طالبان سے مذاکرات کرنے چاہیئں لیکن اگر ہمارے یہ ارادے نہیں ہیں تو یہ غلط comparisons نہیں بنانے چاہیے۔

جناب والا! اس کے علاوہ arguments یہ دیئے جاتے ہیں کہ بھئی military operations تو ماضی میں بھی ہوئے، ان کا کیا فائدہ ہوا؟بدقسمتی سے ماضی میں جتنے بھی military operations ہوئے ہیں I would bluntly say that there was lack of will, military establishment کی will نہیں تھی، ہاں ایک operation میں willتھی اور وہ سوات کا operation تھا۔ آپ جا کر سوات کو چیک کر لیں، that was the among the most successful military operations ہاں اس کی ایک draw back تھی کہ مولانا فضل اللہ پھر بھی بچ کر بھاگ نکلا لیکن سوات میں آج امن ہے، وزیرستان اور دوسرے علاقوں میں جو limited scales پر operations کئے گئے، among the others one important factor is that there was lack of will, military establishment کی will نہیں تھی۔ ان کی distinction تھی good and bad Taliban کہ اس کو چھوڑو، اس کو مارو، اس کو چھوڑو اس کو مارو، such distinctions will not work for us.

جناب والا! موجودہ حکومت کی جو پالیسی ہے it can be described as a policy of appeasement. Recently تو یہ بڑی shameful بات ہے اور بڑی discouraging بات ہے کہ ایک non-state actor group کے pressure پر حکومت پاکستان نے militants کی پھانسی کی سزا کو رکوا دیا۔ The execution of the terrorists have been put on hold simply because a group of the TTP threatened the ruling party کہ وہ ان پر حملہ کریں گے اگر ان کو پھانسی کی سزا دی گئی۔ Recently, media reports have shown, some of the analysts, scholars alleged the ruling party کہ ان کی کوئی tacit understanding ہے with the Punjabi Taliban. وہ understanding اسی بنیاد پر ہے کہ جو لشکر جھنگوی کے کچھ لوگوں کو جن کو پھانسی کی سزا دی گئی تھی، ان کو رکوا لیا گیا تھا کہ شاید ان کے ساتھ somehow کوئی understanding ہو جائے۔ For example, ہم یہ negotiations کر لیتے ہیں then who is going to bear the brunt of it? The public, the people of FATA will bear the brunt. ہم لوگ جو اسلام آباد، لاہور، کراچی اور کوئٹہ میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو کیا پتا، کیا ہم اپنے شہروں کو ایک گھنٹے کے لیے طالبان کریں گے۔ میں یہ سوال اس ہاؤس سے پوچھتا ہوں۔ Will we allow Taliban to rule us even for a single hour? جب ہم نہیں کریں گے، پھر ہم کن کے ساتھ مذاکرات کریں گے اور مذاکرات کا آپ کو پتا ہے۔ طالبان نے ابھی پچھلے انتخابات میں لوگوں میں ایک پرچی تقسیم کی تھی تاکہ لوگوں کو انتخابات میں حصہ نہ لیں اور اس پورے پیغام میں امریکہ کا کہیں نام نہیں تھا۔ Means they are not fighting against America. وہ جمہوریت کو نہیں مانتے۔ اس پرچی کا خلاصہ یہ تھا کہ جمہوریت ایک کفر کا نظام ہے اور ہم اس کو نہیں مانتے اور جو انتخابات میں ووٹ ڈالنے جائے گا، ہم اس کو ماریں گے۔ ان لوگوں کے ساتھ آپ کیا مذاکرات کریں گے اور کن شرائط پر کریں گے کیونکہ ان کی شرائط تو واضح ہیں۔ ان کی شرائط تو یہ ہیں کہ ان کے defined شریعہ کے نظام کو قائم کیا جائے، جمہوریت کو ختم کیا جائے اور پاکستان کے آئین کو ان کے شرعی اسلامی نظام کے مطابق amend کیا جائے۔ یہ باتیں ہم نہیں مان سکتے۔ تو پھر ہم کیوں بلاوجہ experiments کر رہے ہیں۔ We have done plenty of experiments in the past. اب ہم اس ملک میں مزید afford

نہیں کر سکتے کہ ہم مزید experiments کر لیں۔ انہیں باتوں کے ساتھ میں اپنی بات کا اختتام کرنا چاہوں گا and I request the honourable Parliamentarians کہ وہ issue کو seriously لے کر اس پر debate کریں rather than criticizing for the sake of criticism اس پر seriously غور کریں because this is an issue of life and death for us. میڈم سپیکر! ہمارے Opposition Leader نے کہا کہ ہم صرف terrorism کی بات کرتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ جو یہ resolution لائے ہیں یہ کافی اچھی ہے، یہ ایک serious and important issue تھا لیکن اس سیشن کا جو ایجنڈا تھا وہ تھا National Security and Pak – India Relations. یہ کوئی بری بات نہیں ہے۔ اگر ہم ایجنڈا سے relevant کوئی resolution لائیں۔ یہ ایجنڈا سے ہٹ کر ایک resolution ہے۔ It has to be appreciated لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ ایک اچھی چیز کو criticize کریں۔ وہ ایک ذمہ دار شخص ہیں لیکن ہر وقت criticism for the sake of criticism ان کو suite نہیں کرتا۔ Terrorism is an issue of life and death for us. جو لوگ پشاور میں رہ رہے ہیں، جو لوگ فاٹا میں رہ رہے ہیں، جو لوگ کراچی یا کوئٹہ میں رہ رہے ہیں ان کو اچھی طرح معلوم ہے کہ آئے روز لاشیں گرتی ہیں، خون کی ندیاں بہتی ہیں۔ This is the most important issue and we have to talk about it, we have to resolve it and we have to discuss it. اس سے ہٹ کر ہمارے پاس کوئی اور حل نہیں ہے۔ شکریہ میڈم سپیکر۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترم مطیع اللہ ترین صاحب۔

Mr. Mateeullah Tareen: Thank you Madam Speaker. Rafiullah Kakar has already talked in a very detailed on this resolution and the amendment proposed. I would like to talk a little on some of the aspects that are very important regarding this issue.

جیسا کہ رفیع اللہ کاکڑ نے already اس کو mention کیا کہ we are in a state of confusion being a state. ہماری حکومت، ہماری state اور ہم بحیثیت عوام اور as an individual, سب ایک state of confusion میں ہیں۔ طالبان کے ساتھ جنگ کرنی ہے یا نہیں کرنی ہے، مذاکرات کرنے ہیں یا نہیں کرنے ہیں۔ ایک political party کہتی ہے کہ یہ ہماری جنگ ہے، دوسری political party کہتی ہے کہ یہ ہماری جنگ نہیں ہے بلکہ یہ امریکہ کی جنگ ہے۔ We are, as a nation, in a state of confusion اور وہ state of confusion حکومت میں رہنے والی ایک بڑی پارٹی خود بھی election process کے دوران بھی اور اس کے بعد تین مہینے گزارنے کے بعد بھی confirm نہیں کیا، clear نہیں کیا that what is our stance. Defence Committee کی ایک meeting ہوئی تھی جس میں کہا گیا کہ Taliban must lay down their arms and on these conditions there will be dialogues with them. یہ ایک بہت بڑی achievement تھی national level پر کہ ہم کسی ہم ایک stage پر پہنچ پائے ہیں کہ ہم نے ایک decision لے لیا ہے کہ what we have to do, we have a way out, ہم نے ایک طریقہ کار اپنا لیا ہے but sorry to say after 03 days media پر اسی خبر کی تردید آتی ہے کہ ایسا کچھ بھی نہیں ہوا Defence Committee میں۔ لہٰذا وہ جو خوشی اور achievements تھیں that declined and we are back to the position where we were and we are still confused. جب تک اس state of confusion کو دور نہیں کیا جاتا اس وقت تک آپ کی جو بھی ایسی organizations ہوں گی چاہے وہ Islamist ہوں یا دوسری ہوں، وہ اس چیز کا فائدہ اٹھائیں

گی اور وہ flourish کرتے جائیں گے and let me you that they are flourishing rapidly not only in FATA but in KPK, in Karachi, in North West Balochistan and also in Southern Punjab. These are not just words, you have seen it from their acts, you have seen it from the acts of Taliban in Karachi, killing some of the political party leaders and you have seen it from the acts of the Taliban in North West Balochistan and you have seen it from the acts on the media and on the record in KPK and also in South Punjab. جب تک آپ اس state of confusion میں رہیں گے، کچھ decide نہیں کریں گے، they will keep on flourishing, they will keep on expanding, they will keep on multiplying and you will remain as it is, as you were. لہٰذا ہمیں ایک clear cut policy define کرنے کی ضرورت ہے اور اس پالیسی میں یہ define کرنا کہ آپ اپنے ہتھیار پھینک دیں اور اس کے بعد ہم آپ کے ساتھ negotiate کر سکتے ہیں۔ اگر یہ عمل آپ کو منظور نہیں ہے تو کچھ نہیں ہو سکتا۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترمہ مہوش رانی صاحبہ۔

Miss Mehwish Rani: I think Rafi and Mati have said all about it and I don't want to add any thing.

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترم حضرت ولی کاکڑ صاحب۔

جناب حضرت ولی کاکڑ: شکریہ میڈم سپیکر۔ اس issue پر رفیع اور مطیع نے کافی تفصیل میں بات کر رلی ہے اور جو باتیں میرے ذہن میں تھیں یا جو باتیں میں نوٹ کر رہا تھا وہ تمام ہو گئی ہیں لیکن جو بات رہ گئی ہے، میں اسی پر focus کرکے میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ ہماری resolution میں لکھا ہوا ہے کہ militants کے ساتھ ان حالات میں، اس stage پر مذاکرات کرنے چاہیے جب وہ اپنے ہتھیار پھینک دیں۔ جس وقت تک ان کے ہاتھ میں بندوق ہے، ان کے ساتھ کسی بھی صورت میں بات نہیں کرنی چاہیے، اگر ہم نے اس ملک کو بچانا ہے، اگر یہ ملک ہمیں پیارا ہے، اگر ہمیں اس ملک میں رہنا ہے اور اس کی ایک ہی صورت ہے اور ایک ہی حل ہے۔ یہ issue ہم آج face نہیں کر رہے ہیں، یہ ہم decade سے face کر رہے ہیں۔ یہ issue دو یا تین سالوں سے نہیں ہے بلکہ اس کو ایک دہائی سے بھی زیادہ عرصہ ہو گیا ہے لیکن اس پر ہمارا conclusion کیوں نہیں ہو رہا ہے۔ ہم اس پر متفق کیوں نہیں ہو رہے ہیں اور وہ اس لیے ہے کہ ہماری society اس مسئلے پر confuse ہے۔ Confusion کہاں پر ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ کچھ کہتے ہیں کہ طالبان کے ساتھ مذاکرات ہونے چاہییں، کچھ کہتے ہیں کہ نہیں ہونے چاہیے اور کچھ کہتے ہیں کہ یہ درندے ہیں۔ بات تو یہ ہے کہ اگر طالبان اتنے مضبوط ہیں کہ وہ اپنے شرائط پر، اپنے headquarters پر پاکستان سے اپنے مطالبات منظور کرا سکتے ہیں تو وہ دن بھی دور نہیں ہے جب وہ اسلام آباد تک پہنچ جائیں گے۔ آج یہ صورتحال صرف فاٹا اور KPK میں ہے لیکن کوئٹہ میں کیا ہو رہا ہے، کراچی میں کیا ہو رہا ہے اور پنجاب بھی ان سے محفوظ نہیں رہے گا۔ بات صرف یہ ہے کہ ہم نے کرنا کیا ہے۔ ہمارے ملک کی political parties کے پاس بھی کوئی focused agenda نہیں ہے۔ وہ بھی آپس میں تقسیم ہیں۔ حالیہ انتخابات میں کامیاب ہونے والی سب بڑی جماعت کے پاس بھی کوئی خاص focused agenda نہیں ہے۔ لہٰذا ہم نے اس بات

کو clear کرکے بھی اپنی political parties as a civil society اپنے ملک میں جو political parties ہمارے سامنے ہیں، ہم نے ان پر pressure put کرکے اپنی حکومتی پارٹی اور Opposition کی parties سے یہ ایک will دینا ہے کہ ہم کسی بھی صورت میں ہتھیاروں کے ساتھ طالبان کے ساتھ مذاکرات نہیں کرنے چاہییں۔

دوسری بات جو رفیع اللہ نے کہی تھی کہ ہمارے ہاں operations ہوئے تھے لیکن وہ کامیاب نہیں ہوئے تھے اور لوگ یہ کہتے ہیں کہ operation اس کا حل نہیں ہے لیکن ہم یہ بھی سمجھتے ہیں جو رفیع اللہ نے کہا تھا کہ ہم نے سوات میں operation کیا تھا اس کا way out بہت زبردست تھا۔ اس میں ہماری security agencies involved ہیں۔ جس وقت تک ہم نے اپنی security agencies کے سربراہان کو اور فوجی جرنیلوں کو یہ سمجھنا ہوگا کہ طالبان میں کوئی فرق نہیں ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ good or bad Taliban. اگر کوئی آج ہمارے لیے good ہے تو کل یہ ہمارے لیے ہی bad ہوگا۔ ہم نے ان کو ختم ہی کرنا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ملک میں جو religious parties ہیں ان کے حمایتی ملک میں گھوم پھر رہے ہیں، ان کے لیے دھرنے دے رہے ہیں، ان کے لیے جلسے جلوس نکال رہے ہیں۔ Public places پر کھلم کھلا کہہ رہے ہیں کہ یہ جہاد ہے اور طالبان ٹھیک ہیں۔ ان مذہبی جماعتوں میں کون ہیں؟ ان میں ہم ہیں اور آپ ہیں۔ خاص طور پر بلوچستان، فاٹا اور KPK میں اور پنجاب کے کچھ علاقوں میں بھی۔ لہٰذا ہم نے ان تمام چیزوں کو دیکھتے ہوئے، ان سیاسی جماعتوں کے لیڈران کو اور ان کے workers کو بھی یہ بتانا چاہیے کہ اگر طالبان آج آپ لوگوں کے کچھ حد تک حمایتی نظر آ رہے ہیں لیکن وہ وقت دور نہیں جب یہی طالبان آپ کے بھی دشمن ہوں گے۔ لہٰذا میری اس ہاؤس سے یہ درخواست ہے کہ طالبان کے ساتھ صرف ایک ہی شرط پربات ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے ہتھیار پھینک دیں۔ شکریہ میڈم سپیکر۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترمہ حرا ممتاز صاحبہ۔

Miss Hira Mumtaz: Thank you Madam Speaker. I would like to applaud this side of the House for establishing such a comprehensive resolution. However, since the purpose of this parliament and this session is to come up with few recommendations that we can apply and get rid of this menace that is affecting Pakistan. So, I would like to first start off with an incident that we all know that on 30th July, Pakistani Taliban insurgents freed nearly 250 inmates including 35 high profile militants on an overnight attack on central jail in Dera Ismail Khan. It includes leaders of Al-qaeda, linked Abdullah Azam Saheed Brigade, others leading Lashkar-e-Jhangvi, Tehrik Taliban e.g. Kitab, Abdul Hakeem, Ahmed etc. How did this happen? Two things I would like to focus on. (i) These Taliban insurgents were using night vision goggles etc. Things that were not even in the control of police which were clearly smuggled across the border. (ii) What we see is that the police did not resist. The Police did not resist at all which clearly means that they are so out numbered and they are so scared of the Taliban that they have clearly admitted the defeat. Now, this is a very serious concern for us. We need to take note of this and we need to take an immediate action regarding this matter. So, do we do that?

(i) We see that there has been a lot of cross border arms smuggling going on and we need to make sure that we take proper steps to prevent this.

(ii) We see that a lot of people in FATA and KPK regions, why are they supporting Taliban and why are they taking refuge in their homes because they are so scared of Taliban? It is because their own Government, their own people can't support them, they can't provide security and safety for them and that is why they are siding with them. So, what we need to do is that what the Government needs to do is to build a lot of confidence in these people so that they can stop aligning with these Taliban and with us instead.

(iii) We need to differentiate between the good and the bad Taliban. We need to see that they are few Taliban, e.g. the Punjabi Taliban like Mavia, who are willing to have negotiations and there are others who are not willing to do any thing about negotiations unless we go ahead with some propositions. So, we need to differentiate between these Taliban. What they are asking and what we can provide them etc. and we need to treat them accordingly.

(iv) I would like to say that this resolution is the right step in the right direction but a major challenge still remains that there are varying approaches of various stakeholders that are involved in this, that have a lot of different sort of approaches and we need to realign these approaches into a single vision of the nation.

There is a gap between two opposing views; one is of the view that there should be just negotiations, one is of the view that there should be force involved. So, contrary to the joint resolution that has been presented here. So, we need to realign this, we need to bridge this gap so that the proposed policy that will be introducing is executed effectively, otherwise this anti-terrorism strategy will prove to be impossible. Thank you.

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترم دانیال خان صاحب۔

جناب دانیال خان: السلام علیکم! میں اس resolution کو endorse کرنا چاہوں گا۔ I believe that it was a necessity to come up with this resolution because the things that they talk about they make sense. We need to understand that it has been more than 10 years, we need to understand that finally we have to realize that now this has become our war. اب جو یہ statement ہے اس کو اتنا گھسیٹ گھسیٹ کر، it has become old. ابھی تک اس پر کوئی کام تو ہوا نہیں ہے۔ ہم مذاکرات میں پڑے ہوئے ہیں۔ Negotiations کریں لیکن کس چیز پر آپ ان سے negotiate کریں۔ اسلامی شریعت کا جو نظام ہے اگر آپ اس کو نافذ کروانا چاہ رہے ہیں اس ملک میں، میرے خیال میں رفیع اللہ کاکڑ نے جتنی بھی باتیں کی ہیں، they were very fact based and they made a lot of sense کیونکہ وہ یہی بات کر رہے ہیں کہ ان negotiations کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ یا تو آپ کو نظر آ رہا ہو کہ you are getting something out of it but you are not. لیکن میرے خیال میں آپ کا جو ultimate solution جو میں اس چیز کے لیے propose کرنا چاہ رہا ہوں کہ we need to go for the operation. اب اس سلسلے میں جو آپ خبریں سن رہے ہیں کہ جی BCC کو CCNS بنا دیا ہے یا اس طرح کی خبریں آتی ہیں، National Security Police بن رہی ہے but that does not come out. وہ surface پر نہیں آتے۔ It seems that وہ

صرف کمروں کی باتیں ہیں۔ The only thing that they are doing is lip service votes لینے کے لیے۔ Political Parties بات کرتی ہیں کہ ہم یہ یہ کام کریں گے اور پھر once they come in the Government then they don't do anything about it.

آخر میں، میں Opposition کو یہ کہنا چاہوں گا کہ ہر چیز کو out rightly reject کر دینا is not called Opposition. کاشف نے بات کی تھی کہ اب ہم fourth session میں آ چکے ہیں تو اب تھوڑی سی maturity دکھائیں تو میں ان سے بھی کہوں گا کہ وہ بھی تھوڑی سی political maturity دکھائیں۔ وہ تو ہر چیز کے بارے میں کہہ دیتے ہیں کہ یہ غلط ہے، اس کاغذ کو پھاڑ دو، یہ پھینک دو، نہیں the point is کہ آپ support کریں، come to us, we will explain this, Rafiullah Kakar is very learned person, the other people in this House, they have the knowledge. So, let us get on board. آپ نے اگلے اجلاس میں بھی یہی کہنا ہے کہ آج چار session گزر گئے ہیں اور اب پانچواں بھی آگیا ہے اور اب تک کچھ نہیں ہوا۔ آپ آئیے ہم سے بات کریں and support us where you feel fit. Thank you.

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی کاشف علی صاحب۔

جناب کاشف علی: شکریہ میڈم سپیکر۔ میں ہمیشہ کہتا ہوں کہ اس ایوان کا وقت بہت قیمت ہے تو اس لیے آج بھی ہم نے بڑا principled stance لیا۔ میڈم سپیکر! جہاں تک Opposition party کے ہونے کا تعلق ہے، ہم تو نہ اندھیروں کی بات کرتے ہیں، نہ روشنی کی بات کرتے ہیں، ہم تو بات کرتے ہیں کہ کام دکھائیں۔ ہم آپ کو کہتے ہیں کہ آپ ہمیں کام show کریں۔ اگر لائٹ چلی جائے گی تو آ بھی جائے گی، آپ اس کی tension نہ لیں۔ دیکھیں میڈم سپیکر! کہ مسئلہ کیا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اس ملک میں پچھلے 20 سالوں میں مختلف حکومتیں آئیں ان کو اب 2013 میں realize ہوا ہے کہ پاکستان desperately needs a redefinition of national security paradigm. ہمیں اپنی ایک security policy کو redefine or reorient کرنا ہے اور اگر آپ اس timeframe کو compare کریں ہماری پارلیمنٹ کے ساتھ تو ہمیں at least 04 session لگے ہیں۔ میڈم سپیکر! پہلے اجلاس میں ہم نے یہ کہا کہ جب آپ آپ بات کرتے ہیں طالبان کے ساتھ مذاکرات کی، جب آپ بات کرتے ہیں war کریں اور میڈم سپیکر! یہ میں نہیں بلکہ یہ پچھلے اجلاس کی بات ہے جب honourable Foreign Minsiter نے کھڑے ہو کر کہا کہ if you go with the full scale war, your economy will shake like a Shakira. This is not me, this is not Opposition Leader, this is not the shadow Foreign Minister from Opposition, this is none of the person from Opposition, this is the honourable Foreign Minister of this platform, who says that if you go with the full scale war, your economy will shake like a Shakira. میڈم سپیکر! یہ وہی لوگ ہیں جو یہ resolution لائے ہیں، جو پچھلے 03 sessions میں، پچھلی حکومت میں Interior Ministry or various Ministries کے چسکے لیتے رہے اور تب انہوں نے کہا کہ ہمیں operation چاہیے، ہمیں full scale operation چاہیے۔ ان سے آپ جان چھڑائیں، آپ کے ملک کا بیڑا غرق ہو جائے گا اور ہم نے اس وقت کہا کہ آپ full scale operation نہیں کر سکتے اور آپ کو selective ہونا پڑے گا۔ You go with talks with militants who want to talk with you. You go with operation who do not accede to the writ of this

state. یہ ہم نے کہا تھا، یہ انہوں نے نہیں کہا اور آج مجھے خوشی ہے کہ چوتھے اجلاس میں یہ لوگ یہ بات کہہ رہے ہیں۔

میڈم سپیکر! مسئلہ کیا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اس میں بڑی inherent contradictions ہیں۔ جب آپ militants کی بات کرتے ہیں تو آپ Islamic militants کو define نہیں کر سکتے۔ یہاں پر صرف طالبان کی بات نہیں ہو رہی ہے۔ یہاں پر لشکر طیبہ ہے، لشکر جھنگوی ہے، پنجابی طالبان ہیں، آپ کس کس کو under the umbrella of Islamic militants لا رہے ہیں۔ ہمیں یہ بات بھی understand کرنی چاہیے، میں مانتا ہوں کہ رفیع اللہ کاکڑ صاحب بڑے learned بندے ہیں، مگر آپ جب اتنے serious issue پر بات کریں گے اور ہشام صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، یہ بھی بتائیں گے کہ کیا میں international law کے مطابق صحیح بات کر رہا ہوں یا غلط کر رہا ہوں۔ میڈم سپیکر! جب آپ negotiations کی بات کرتے ہیں، جب آپ talks کی بات کرتے ہیں، اس وقت آپ کو یہ پتا ہونا چاہیے کہ جب آپ legal terms پر بات کرتے ہیں تو آپ کبھی بھی ایسی demands نہیں کر سکتے۔ I understand that the state has the authority, state is in a very strong position. مگر آپ جب bargain کرتے ہیں تو اس میں آپ یہ demand کبھی put نہیں کر سکتے کہ you lay down your arms first then we are going to negotiate with you. یہ کہیں نہیں ہوتا، یہ کسی بھی legal framework میں نہیں ہوتا۔ اسی لیے ہماری تمام پالیسیاں ناکام ہوئی ہیں کیونکہ ہر مرتبہ ہم نے ایسے پالیسیوں کو push کیا ہے اور میڈم سپیکر! یہ بھی بڑی interesting بات ہے کہ ان کو صرف آدھا گھنٹہ ہی لگا ہے کہ ان کو پتا چل گیا کہ Defence Committee نے national security policy ابھی تک دی ہی نہیں تھی۔ میڈم سپیکر! اب آدھے گھنٹے میں ان کو یہ بھی پتا چل جاتا ہے اور یہ کوئی amendment نہیں ہے بلکہ یہ resolution مکمل طور پر change ہو گئی ہے اور ان کو میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے incumbent Government بڑا condemn کیا۔ میڈم سپیکر! المیہ تو یہ ہے کہ اس ملک کی national security policy ابھی تک آئی ہی نہیں ہے تو آپ کس لیے condemn کر رہے ہیں۔ موجودہ حکومت نے ابھی تک security policy نہیں دی ہے اور ہمیں کم از کم اس بات کو appreciate کرنا چاہیے کہ they are going in the right direction. They are pushing for the right direction کہ ایک بڑی well defined policy آ رہی ہے۔ جہاں تک اس resolution کا تعلق ہے، اس resolution میں ہر وہ چیز شامل ہے جو ہم شروع سے کہتے آ رہے ہیں کہ اب selective ہونا پڑے گا اور آپ کو ان لوگوں کے خلاف operation کرنا پڑے گا جو own نہیں کرتے۔ ان لوگوں کے ساتھ bargain کرنا پڑے گا جو مذاکرات کرتے ہیں۔ لہٰذا میں اس resolution کو completely oppose کرتا ہوں، میری پارٹی oppose کرتی ہے کیونکہ یہ وقت ضائع کیا جا رہا ہے۔ ایک discussion ہو گئی ہے اور میں آپ کے through request کروں گا وزیراعظم صاحب سے کہ پارٹی میں ایک coordination لائیں اور ایک resolution ایک بار ہی آتی ہے۔ یہ نہیں کہ ایک اجلاس میں stance لے کر آ رہے ہیں اور دوسرے اجلاس میں دوسرا stance لے کر آ رہے ہیں۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترم یاسر عباس صاحب۔

جناب یاسر عباس: شکریہ میڈم سپیکر۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ Opposition Leader کیا کہنا چاہ رہے ہیں۔ We were quite clear. ہماری جو resolution تھی، جس طریقے سے رفیع اللہ کاکڑ نے پیش کی تھی، it was very clear. جس طرح کاشف نے بتایا کہ negotiation کے terms and conditions کیسے ہونے چاہییں۔ It has nothing to do with that. جب آپ negotiation کی بات کرتے ہیں تو we are talking about negotiation with the ban outfit rising against the state of Pakistan and not between the two countries actually. یہ چیز ان کو clear کرنی تھی۔

Since I am concluding on behalf of the Prime Minister, first of all I strongly endorse this resolution that we have to act now or we will act never and nor we will be in a position to act ever.

میں نے economy کی بات کی تھی پچھلے اجلاسوں میں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہم کوئی پالیسی لا کر یا resolution لا کر اپنے نمبر نہیں بڑھا رہے ہیں۔ ٹھیک ہے ہماری side سے اگر resolutions میں کمی ہے، پالیسی میں کمی ہے، we are actually working on it. ہمیں کوئی جلدی نہیں ہے کہ اس کو پارلیمنٹ میں پیش کریں اور اپنے نمبر بڑھائیں اور یہ بھی بتائیں کہ Opposition کی طرف سے کچھ نہیں آ رہا ہے اور ہم یہ یہ کام کر رہے ہیں۔ Actually we are working on it. ہماری ایک strategy بھی بن رہی ہے on national security. جس پر وزیر داخلہ صاحب کام کر رہے ہیں and most probably in this session or in the last session آ جائے گا۔ ہمارے Pak – China relations پر بھی بہت سی چیزیں آ رہی ہیں۔ So, it does not mean کہ ہم سو رہے ہیں یا ہم کچھ نہیں کر رہے ہیں۔ ہم quality پر believe کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہم ایک ایسی پالیسی دیں جو حقیقتاً ایک پالیسی ہو اور ایسی نہ ہو جو صرف چند کاغذ پر مشتمل کوئی پالیسی ہو اور پھر ہم یہاں پر آ کر کہیں کہ ہم نے ایک پالیسی بنا دی ہے۔

Secondly, Rafiullah Kakar very briefly explained that operation کی کیا history رہی ہے۔ طالبان کی جو insurgency movement شروع ہوئی تھی، کس طرح انہوں نے time buying technique کے طور پر اس کو use کیا اور کس طرح انہوں نے اپنی position کو strengthen کرنے کے لیے use کیا۔ Madam! Here we have to understand that ہمارے پاکستان کے relations with India or even with our all time friend China کے ساتھ ہوں، اس میں جو چیز hold کرتی ہے وہ ہے our position against terrorism. جس دن ہماری position clear ہوگی regarding terrorism, میڈم سپیکر! ہمیں یہ بھی پتا ہونا چاہیے کہ چین پاکستان کے ساتھ ایسی دوستی کبھی بھی نہیں رکھنا چاہیے جو ان کے ملک میں unrest پھیلائے۔ Nor India is willing to cooperate with Pakistan because they believe that we are sponsoring terrorism. If they will free their borders with us, we will actually export violence into India as well. Even Afghanistan ہمارے ساتھ deal کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ ہر ملک کا ہم پر skepticism ہے۔ اب بھی یہ کہنا چاہتے ہیں کہ terrorism ایک issue نہیں ہے۔ کیا ہم اس پر بات نہیں کر رہے ہیں؟ اس پر ایک پالیسی ہے، جس پر ہماری economy, ہماری trade اور ہمارا سب کچھ اسی پر based ہے۔ نہ تو ہمارے ملک میں cricketers آ رہے ہیں، نہ کوئی sports event پاکستان میں ہو رہا ہے اور یہ کیوں نہیں ہو رہا ہے because of the instability. کیونکہ ہم نے cricketers کو مارنا شروع کیا لاہور جیسی جگہ پر سری لنکن کریکٹرز کو مارا ہے۔ ٹھیک ہے میں مانتا ہوں کہ flood کا بھی ایک issue ہے، it has its

It is time to save humanity, لیکن میڈم سپیکر! جنازے اٹھا اٹھا کر ہمارے کندھے تھک گئے ہیں۔ importance it is time to save that mindset which is killing humanity in Pakistan. جہاں سے اس کی intensity شروع ہو تی ہے یعنی KPK سے، اب وہ کراچی تک پھیل چکی ہے۔ اب ہم کیا چاہتے ہیں، کیا ہم اس issue کو قائم رکھیں۔ I am not undermining the flood, اور ہم اس کو discuss نہ کریں یا energy sector کو discuss نہ کریں۔ Yes everything is equally important لیکن ہماری survival, پاکستان کی sovereignty اور پاکستان کی integrity کا ایک ہی چیز سے تعلق ہے which is our strength against terrorism and the day we will fight terrorism, the way we will end terrorism that will be the beginning of a new Pakistan. New Pakistan وہ ہوگا جس کا China relation کے ساتھ اچھا ہوگا، لوگ آپ کے ساتھ trade کرنا چاہیں گے، لوگ آ کے ساتھ exports and imports کا کاروبار کرنا چاہیں گے، آپ کے ساتھ اچھے relations develop ہوں گے، ہمارا image اچھا ہوگا، ہمیں ویزا لینے میں مشکل نہیں ہوگی، ہمیں international forums میں کوئی مسئلہ نہیں ہوگا، ہمیں کوئی terrorist نہیں کہے گے۔ Floods کی بات کریں تو سنامی بھی تو جاپان میں آئی ہے لیکن ان کے لیے ایسا مسئلہ نہیں ہوا۔ ان کی ایک پالیسی ہوتی ہے، national security کے بارے میں۔ ان کا کوئی ban outfit نہیں ہے، ان کی سوسائیٹی میں کوئی radical mindset نہیں ہے جو killings کی طرف جاتا ہے یا ڈی آئی خان میں جیل break ہو رہی ہے، بنوں میں جیل break ہو رہی ہے، آپ کے لوگ باہر نکل رہے ہیں اور وہی لوگ دوبارہ مار رہے ہیں اور مزے سے جیل جاتے ہیں اور باہر آ جاتے ہیں۔ They go out like a boss from the jails as well. ایسی چیزیں پاکستان میں ہو رہی ہیں۔ لہٰذا ہمیں اس چیز کی ضرورت ہے کہ ہماری economy کو بہتر بنانے کے لیے، ہمارے trade relations کو بہتر بنانے کے لیے، ہمارے overall image کو پوری دنیا میں بہتر بنانے کے لیے terrorism کے خلاف ہمیں اقدام اٹھانے ہوں گے۔ وزیراعظم نواز شریف صاحب کا جو خطاب تھا towards the nation was encouraging. He gave them a very clear cut opinion کہ ہم مذاکرات کے ذریعے اس کا اختتام چاہتے ہیں، which we accept, fine. ہاں اگر مذاکرات کے terms and conditions یہ ہوں کہ if they are willing to lay down their arms, if they are willing to denounce violence, if they are willing to surrender completely, not surrendering for the time buying technique, and present themselves to the court for justice. ٹھیک ہے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے مذاکرات میں لیکن اگر یہ چاہتے ہیں کہ وہ کلاشنکوف بھی پکڑے رکھیں اور وہ اپنی چیزیں بھی منوائیں اور مذاکرات بھی کر لیں اور وہ بھی ایسے مذاکرات کریں کہ جب ان کی مرضی ہو وہ مذاکرات کرا لیں اپنی terms and conditions پر اور ان کی اپنی ہوں اور حاکمیت بھی ان کی اپنی ہو اور آخر میں جا کر وہ اپنی بات ہی کرے تو ایسے مذاکرات ہمیں منظور نہیں ہیں ۔ ہمیں ایسے قسم کے مذاکرات منظور ہیں جہاں پر وہ state کی writ کو accept کریں and they should accept their defeat اور انہیں یہ accept کرنا چاہیے کہ ایسا mindset ہم پاکستان کے لوگوں پر نہیں تھوپ سکتے، پھر ہمیں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ وگرنا ملٹری اپریشن ہے جو کہ full-fledged ہے نہ یہ کہ آپ چھوٹے لیول پر اپریشن کر لیں، اس کے بعد آپ moved on and then come back پھر وہ جا کر چھپتے ہیں، پھر واپس آ جاتے ہیں اس طرح بلی اور چوہے کی ایک گیم چل رہی ہوتی ہے۔ یہ چیزیں پاکستان کے لیے مشکل ہوتی جا رہی ہی۔ اس سے پہلے کہ یہ اسلام آباد جیسے

سٹی میں آ جائیں یا لاہور میں آ جائیں، کسی حد تک کراچی میں تو پہنچ ہی چکے ہیں، کوئٹہ میں تو بہت پہلے سے ہی ہے، اسی طرح KPK میں بہت پہلے سے ہے۔ آج گلگت بلتستان کے اندر بھی ہے۔ یہاں TTP Gilgit Biltistan کے نام پر ایک چھوٹے لیول پر ایک organization بن چکی ہے۔ ہم اب کس کی بات کریں۔ TTP Gilgit Biltisan کے بعد TTP Islamabad بھی بن جائے گی and we are waiting for that. Yes, it is the final and full opportunity is available with us کہ ایک consensus build ہو رہی ہے۔ ان کے خلاف ایک national consensus develop ہو رہا ہے - بین الاقوامی کمیونٹی ہم سے توقع کر رہے کہ ہم within Pakistan terrorism کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیں تب ہی جا کر ہم ایک stable and democratic country بن سکتے ہیں۔ شکریہ۔

Madam Speaker: Now I put the resolution to the House moved by Mohterim Rafiullah Kakar sahib, Mohtaram Mateeullah Tarin sahib, Mohterma Mehwish Rani sahiba and Hazarat Wali Kakar sahib.

(The Resolution was passed)

Madam Speaker: Hence the resolution is carried. Mohterim Interior Minister sahib has requested to address the calling attention notice put forward Mohterim Mohtasim Billah sahib.

Mr. Mohtasim Billah:Thank you Mr. Speaker.

سب سے پہلے میں اپنے colleague کاشکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے اس issue کو لا کر ہاؤس کی تجوجہ دلائی - میں خود بھی اس issue کے اوپر work کر چکا ہوں اور میں اس میں interest بھی رکھتا ہوں۔ اس issue کی ہم بڑی سنجیدگی جانچ پڑتال کر رہے ہیں۔ میں معتصم باللہ کو اس ضمن بتانا چاہوں گاکہ FIA کی مدد سے ہم نے پشاور، مردان، ڈیرا اسماعیل خان اور اس کے علاوہ جتنے بھی چھوٹے علاقے ہیں جن میں لوگوں نے fake CNICحاصل کیے ہیں، ان لوگوں کو ہم نے پکڑا ہے اور ان کے خلاف ہم نے سخت کارروائی کی ہے۔ اس کے علاوہ نادرہ کے ڈیپارٹمنٹ کے جتنے بھی چھوٹے لیول کے آفیسرز ہیں جو اس میں involve ہیں ہم نے ان کو بھی پکڑا ہے اور ہم نے ان کے خلاف سخت کارروائی کی ہے - نادرا کے متعلق انہوں نے negligence کا word استعمال کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ negligence کا لفظ یہاں پر fair نہیں ہو گا چونکہ پاکستان میں نادرا بہت ہی اچھے طریقے سے کام کر رہا ہے اور پورے world میں اس کے کام کی تعریف کی جا رہی ہے۔ آج کل پاکستان بہت سارے issues کو face کر رہا ہے۔ ہم terrorism کو face کر رہے ہیں۔ہمارے ملک میں economically backwardness ہے - اسی طرح اور بھی بہت سارے issues ہیں جن کو ہم face کر رہے ہیں۔ اس حساب سے نادرا بہت ہی اچھے طریقے سے perform کر رہا ہے اور اس کی performance قابل رشک ہے۔ اس کے علاوہ جتنے بھی ID cards جاری ہو رہے ہیں اس میں زیادہ تر anti-state elements ہیں جو کہ اس میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ خیبر پختونخواسے بہت سارے لوگ ہیں جو اس میں involve ہیں اور ID cards کی release میں ان کا زیادہ کردار ہے۔ ہم نے اس کے اوپر proper طریقے سے کام بھی کیا ہے اور ہم نے اس میں بہت ساری improvement لائی ہے۔

میڈم سپیکر! پچھلے دنوں ہمارے پرائم منسٹر صاحب سے اس بارے میں discussion بھی ہوئی تھی۔ فارن منسٹر بھی اس میں موجود تھے۔ ہم نے اس پر اپنی recommendations Secretary Interior کو بھیجی ہیں اور اس میں جتنے بھی بقیہ خامیاں ہیں ان کو مزید improve کرنے کی ہم کوشش کر رہے ہیں۔ شکریہ۔

Madam Speaker: Now I am going to move to Item No.7 on our agenda. Mohterim Rafiullah Kakar sahib would like to move a resolution.

Mr. Rafiullah Kakar: Thank you Madam Speaker.

"This House is of the opinion that the objective resolution shall be made a part of the Preamble of the Constitution of 1973 in order to restore its original essence. A document that was supposed to serve as an Advisory Manual for Constitutional framework, objective resolution was incorporated in the Preamble of all the three Constitutions of Pakistan. However, later on it was made judiciable and substantive part of the Constitution by a military dictator. It is high time to undo this change."

میڈم سپیکر! ہم سب کو پتا ہے کہ

objective resolution, it was moved in 1949 by the then Prime Minister of Pakistan, Liaqat Ali Khan. The primary purpose behind moving objective resolution was to present a document that would serve as an Advisory Annual for the Constituion Framework of Pakistan. This document enunciated all the guiding principles.

وہ principles جن کو Constitution میں include کیا جانا چاہیے۔ وہ principles جن کو objective resolution نے highlight کیا ہے۔

Then in the Constitution of 1956, 1962 and 1973 in which the objective resolution was made the part of Preamble. For those who were not aware of it, Preamble is that part of the Constitution which is not judiciable.

اگر آپ کو لگتا ہے کہ کوئی violation ہوئی ہے لیکن آپ کورٹ کا دروازہ نہیں کھٹکھٹا سکتے کہ جی preamble کی violation ہے، preamble ایک تمہیدی ایک guideline یا guiding principle ہے جس کے مطابق Constitution کو ہونا چاہیے۔ Constitution 1973 اس کے متعلق ہم سب کو پتا ہے جو کہ موجودہ دور میں بھی intact ہے۔ it was unanimously approved by the Parliament. ایک elected Parliament نے Constitution 1973 کو approve کیا ہے، اس کو implement کروایا، objective resolution was a part of the Preamble of this Constitution but unfortunately ایک ملٹری ڈکٹیٹر آتا ہے اور 1985 میں وہ ایک Presidential Executive Order issue کرتا ہے اور اس order کے تحت وہ objective resolution کو Constitution کا operative یا substantive part بنا دیتا ہے۔ اس executive order کو پھر 8th Amendment کے تحت تحفظ دیا جاتا ہے اور آئین میں ایک آرٹیکل جسے Article 2(A) کہتے ہیں، آرٹیکل 2(A) insert کیا گیا جس میں یہ لکھا گیا کہ

Objective resolution will be a substantive part of the Constitution.

ہمارے پاس 18th Amendment آئی ، الحمدللہ 18th Amendment purged the Constitution of all the relics and remnants of the era of Zia-ul-Haq. 18th Amendment نے 1973 Constitution کو کافی برائیوں سے صاف کیا لیکن unfortunately ایک برائی جو اس میں رہ گئی وہ یہ ہے کہ objective resolution کو Constitution کے operative part سے نہیں ہٹایا گیا، یہ ابھی تک Constitution کا operative part ہے، یہ میری آج کی resolution ہے ، میں اسی حوالے سے ایک amended Private Bill بھی ہاؤس میں پیش کر چکا ہوں ۔ وہ میرے خیال سے ایجنڈے پر آخری دن آئے گاتو اسی حوالے سےآج یہ resolution ضروری تھی تاکہ ہاؤس کا consensus build ہو

۔ اس کو conclude کرنے سے پہلے میں ایک بات پر آؤں گا میڈم سپیکر! میرا تو شاید یہ آخری سیشن ہو کیونکہ اس کے بعد میں جا رہا ہوں۔ میں یہاں اپنے تمام دوستوں سے یہ گزارش کروں گا کہ خدا را اس پارلیمنٹ کو ایک debating forum نہ سمجھیں۔ ہم ہر وقت گھروں میں اور اپنے دوستوں کی محفلوں میں بیٹھ کر یہ گلے شکوے کرتے ہیں، برا بھلا اپنے politicians, bureaucratsکو کرتے ہیں اور ملٹری کے لوگوں کو we never realize ہم نے کبھی یہ بات نہیں کی کہ بھئی ہم نے خود کیا کیاwhat we have contributed ہماری اپنی کیا responsibility ہے۔ اب اگر اللہ تعالی نے ہمیں یہ موقع دے ہی دیا ہے ، اس ہاؤس کے پارلیمنٹیرینز کو کہ ہم یوتھ پارلیمنٹ میں آ کر پاکستان کے آٹھارہ کروڑ عوام کی نمائندگی کریں تو ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اس responsibility کا صحیح استعمال کریں اور اپنے ذاتی مفادات سے بالا تر ہو کر یا چھوٹی چیزوں سے ہٹ کر واقعی اس ملک کے لیے کچھ کام کریں جو بھی ہماری capacity کے مطابق possible ہے۔ مجھے مایوسی ہے کہ اپوزیشن بنچز کی طرف سےخواص طور Leader of the Opposition کی طرف سے وہ اس ہاؤس کو debating forum کی طرح treat کرتے ہیں، الفاظ کی ہیرا پھیری اور اپنے debating skills کو refine کرنے کے لیے وہ کسی بھی argument کے خلاف جاتے ہیں۔ پہلے انہوں نے کہا پچھلے resolution میں contradictions ہیں، میرے خیال سے ان کی definition for contradiction کی الگ ہے۔ اس میں کوئی contradiction نہیں تھی۔ اسلامک militants میں وہ تمام لوگ آتے ہیں اور ہمارا بھی مطلب وہی تھا۔

میڈم سپیکر: محترم وہ resolution اب pass ہو گئی ہوئی ہے۔ اب آپ حالیہ قرار داد کے بارے میں بات کریں۔

جناب رفیع اللہ کاکڑ: میڈم سپیکر، اس میں کچھ ایسی باتیں تھیں جن کی میں clarification دینا چاہ رہا تھا اگر آپ اجازت دیں۔

میڈم سپیکر: اب clarification کی ضرورت نہیں رہی.because the resolution has been passé

جناب رفیع اللہ کاکڑ: ٹھیک ہے، coming back to point کہ objective resolution پر اور بھی کافی باتیں کہی جا سکتی ہیں لیکن the point of discussion is کہ اس کو Constitution کے operative part سے نکال کر preamble کا حصہ بنایا جائے، اس سلسلے میں Bill بھی آ رہا ہے تو میں اس سلسلے میں ایک بار پھر اپوزیشن سے اور اس ہاؤس کے تمام ممبران سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ خدا کے لیے اس معزز ایوان کو debating forum نہ سمجھیں، یہاں پر الفاظ کی ہیرا پھیری سے اپنی debating skills کو refine نہ کریں،آپ کو life میں بہت سی اور opportunities ملیں گی۔ اگر آپ sincerely کسی کے ساتھ ہیں تو اس کا ساتھ دیں ورنہ oppose کر لیں۔ شکریہ۔

میڈم سپیکر: محترم ولی کاکڑ صاحب۔

جناب حضرت ولی کاکڑ : شکریہ میڈم سپیکر۔ یہ قرارداد آئی ہے کہ آپ آئین میں ترمیم کرنے جا رہے ہیں یا اس کا ایک حصہ ہٹانا چاہ رہے ہیں۔ یہ آپ ایک resolution کر ذریعے نہیں کر سکتے۔ آپ اس کے لیے ایک proper Bill لے کر آئیں جس کے through ہم اس کو discuss کریں، انہوں نے بہت اچھا point raise کیا ہے

لیکن وہ اس کےلیے ایک proper way اختیار کریں۔ میںLaw Minister سے گزارش کروں گا کہ وہ اس چیز کو مد نظر رکھیں کہ اگر ایسا کوئی بھی عمل ہوتا ہے تو اس ایک proper way کے ذریعے پارلیمنٹ میں لایا جاتا ہے تاکہ جو ہم یہاں پر سیکھ رہے ہیں ان کو بھی proper way کا پتا ہو۔ میں التجا کروں گا کہ اس پر اب بات کرنا time waste کے برابر ہو گا لیکن آپ اس کے لیے Bill لے کر آئیں پھر ہم یہ ترمیم کر لیں گے۔شکریہ۔

میڈم سپیکر: جی محترم رفیع اللہ کاکڑ صاحب۔

رفیع اللہ کاکڑ : میڈم سپیکر! شاید عمر نعیم صاحب نے میری بات نہیں سنی۔ میں نے پہلے بھی کہا کہ میں اس پر ہاؤس میں ایک Bill پیش کر چکا ہوں وہ agenda of the House کا حصہ ہےوہ شاید آخری دن پیش ہونا ہے کیونکہ میرا خیال سے یہاں پر رول ہے کہ Billsصرف آخری دن ہی پیش ہوں گے۔میں ایک قرارداد اس پر اس لیے لایا کہ Bill لانے سے پہلے ہاؤس میں اس پر debate بھی ہو، جہاں تک ممکن ہو یہ ایک consensus building کی ایک effort تھی۔

An Honourable Member: Point of personal information.

Madam Speaker: There is no such thing.

معزز ممبر: میڈم سپیکر! اگر کاکڑ صاحب کہتے ہیں تو میں ان کو آج ایک نئی انفارمیشن بھی دے دیتا ہوں کہ جو گورنمنٹ کا Bill ہوتا ہےاس پر ہاؤس میں discussion ہوتی ہے تو اگر آپ resolution پر آج discussion کرائیں گے اور آخری دن پھر اسی کوBill بنا کر لے آئیں گی، پھر discussion ہو گی تو ایک dual process کا فائدہ کیا ہے ۔ آپ Bill لے آئیں اور ہم اس آخری دن discuss کریں گے اور پھر اس پر go ahead کریں گے۔ آج resolution لا کر اس پر ہم discussion کریں اور پھر last day پر آپ Bill لائیں، اس پر discussion ہو -Since you are a part of government benches تو آپ کی Bill پر discussion ہوتی ہے۔ اگر یہ Opposition سے آتا تو پھر Bill پر discussion نہیں ہوتی ۔ بہر حال ہم آپ کے Bill پر consensus develop کرنے کی کوشش کریں گے۔

میڈم سپیکر: جی محترم ولی کاکڑ صاحب۔

جناب حضرت ولی کاکڑ : شکریہ میڈم سپیکر۔ جیسے رفیع اللہ کاکڑ صاحب نے کہا تھا کہ اس objective resolution کو ایک military dictator نے 1985 میں آئین کا operative part بنایا تھا۔ یہ بھی کہا تھا کہ 18th Amendment نے تقریباً ان سب چیزوں کو ختم کیا۔ لہذا اس resolution کو میرے ذہن اور point of view کے مطابق لانے کا مقصد صرف ایک ہی تھا کہ اس issue کو ہمارے ملک میں اتنا sensitive بنا دیا گیا ہے، اگر کوئی اس پر بات کرنا چاہے، اس پر کسی بھی طرح کے syndrome لگ سکتے ہیں، اس کو کسی طرح بھی الزام لگا سکتے ہیں، لہذا اس resolution کو لانے کا مقصد صرف یہ ہےکہ ہاؤس میں جو ممبران بیٹھے ہوئے ہیں ان کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ یہ کیا چیز ہے، اگر یہ آئین کا حصہ بنا ہے تو اس کا مقصد کیا تھا، اگر یہ preamble کا حصہ تھا تو اس کا مقصد کیا تھا، اس چیز کو سمجھتے ہوئے ان کو Billمیں لانے کا مقصد میرے خیال میں بہت ضروری تھا۔ شکریہ میڈم سپیکر۔

Madam Speaker: Now anyone else like to comment. Yes, Mohterim Matiullah Tareen sahib.

Mr. Matiullah Tareen: We have discussed before presenting this resolution in the House and I have discussed it with you and we had discussed it in detail. The point was

کہ اگر اس resolution پر یہاں پر discussion ہوتی ہے اور یہاں پر کاشف جیسے اور باقی ممبران جیسے intellectuals بیٹھے ہوئے ہیں اور learned لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، وہ اس پر بات کریں اور بات کرنے کے بعد جو بھی points آئیں گے اور جو بھی اچھی provisions ہوں گی اس کو ہم Bill میں بھی incorporate کریں گے ۔ ہم ایک view جاننا چاہتے تھے ، اس view کو اس Bill میں بھی incorporate کیا جائے گااور اس Bill کے لیے ہم دوبارہ detail سے بات کریں گے۔ لہٰذا یہ ہاؤس کے ٹائم کے ضائع ہونے کی بات نہیں تھی بلکہ ایک clarification کی بات تھی، اس clarification کے point کو سمجھا جائے۔ شکریہ۔

میڈم سپیکر: محترم لاء منسٹر صاحب۔

جناب اسد اللہ چٹھہ: میں سب سے پہلے تو Leader of the Opposition کو بتاؤں گا کہ یہ Government Bill نہیں ہو گا، یہ Private Member Bill ہو گا۔ ہرtreasury benches سے اگر کوئی بھی ممبر Bill لے کر آتا ہے تو اسے government Bill نہیں کہا جاتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ قرار داد آئی اور یہ قرار داد بہت ہی important ہے۔ میں اس میں جو factual errors ہیں ان کو بھی تھوڑا سا address کروں گا۔ اس کے علاوہ ہم objective resolution کے against کافی اچھا بول لیتے ہیں لیکن ہم میں سے بہت سارے لوگوں کو یہ پتا نہیں کہ objective resolution کا متن کیا تھا۔ اس کا مقصد کیا تھا۔ وہ خصوصی طور پر 1949 میں ہی کیوں لائی گئی۔ پاکستان جب14 اگست1947 کو بنا تو اس کے فوراً بہت کچھ constitutional committees بنی تھیں ۔ انہی کے اندر ایک basic constitutional committee تھی جس کا primary objective یہی تھا کہ وہ ایک guideline دے گی، objective resolution simply جو ہمیں بتا رہے ہیں وہ ایک divinity کے concept کو lay down کر رہا ہے جو کہ آج سے کافی ہزار سال پرانا concept چلتا آ رہا ہے کہ sovereignty lies with the Allah and after Allah then the sovereignty lies with the Parliamentarians اور اسی طرح جیسے آپ ایک king کو sovereignty دے دیتے ہیں، آپ simply اس کے ساتھ وہی کرنے جا رہے تھے۔ دوسرا یہ اتنا اہم objective resolution تھا لیکن unfortunately Mr. Liaqat Ali sahib اس point پر ایک قسم کے کہ ہم نے یہ objective resolution pass کروانا ہی کروانا ہے۔ جتنی بھی Opposition تھی at that time پارلیمنٹ کے اندر ساری کی ساری اپوزیشن نے اس کے against vote دیے تھے۔ جتنے minority کے members تھے سب نے اس resolution کے against vote دیا تھا، evenایک مسلم ممبر نے اس objective resolution کے against vote دیا تھا اور بڑی مشکل سے ان کے پاس majority بنی تھی، 66% سے below majority تھی لیکن پھر بھی لیاقت علی خان صاحب نے کہا کہ ہم اسے carry forward کریں گے۔ لیاقت علی خان کو اس طرح کی کیا مجبوری بنی تھی، ان زمانوں میں احمدی rights نامی چیز کافی popular تھی۔ ہم آج کل شاید اس چیز کو بھول چکے ہیں لیکن اگر آپ ہسٹری میں proper جائیں تو 1948 سے پاکستان میں احمدی rights کافی شدت پڑ چکے تھے کیونکہ اس وقت ایک Foreign Minister جو سر ظفراللہ خان صاحب تھے وہ بھی احمدی کمیونٹی سے belong کرتے تھے۔ یہی کچھ reasons تھیں کہ جو مسلم لیگ کی top brass تھی اس کے اندر بھی احمدیز کمیونٹی کا کافی زیادہ hold تھا، اس ساری چیز کو ختم کرنے کے لیے ان *mullaism* کو انہوں نے promote کیا تھا، صرف انہی کی basis تھی کہ جو مجلس احرار والے لوگ تھے ان لوگوں نے کہا تھا کہ آپ اس قسم کی objective resolution لے کر آئیں۔ حتٰی یہ کہ جب یہ

resolution table پر آئی تھی تو اس کے اوپر دس سے بارہ دن کی لمبی debate ہوئی تھی۔ اس کے درمیان مجلس احرار کے کچھ جو مجاہدین تھے وہ minority's group کے پاس گئے تھے ، انہیں threaten کرنے گئے تھے، life threats بھی ملی تھیں کہ اگر آپ اس چیز کو oppose کریں گے تو ہم شاید آپ کو death penalty کی بھی آگے proper State کے through سزائیں دیں گے۔ اس وقت جو مسٹر پٹیل تھے وہ ہاؤس کے اندر minorities کو lead کر رہے تھے انہوں نے بھی اس کے اوپر کھل کر بات کی کہ آپ اگر ایک سٹیٹ بنا رہے ہیں اور اس کی foundation کے اوپر آپ اس طرح کی چیز لا رہی ہیں کہ religion کے ساتھ State کے concept کو intermingle کر رہے تو یہ in future ہمیں problem create کرے گا۔

میڈم سپیکر! جب 1956 کا Constitution آیا تھا تو original draft کے اندر یہ resolution Constitution کا part نہیں تھی۔ یہ 1956 Constitution کے اندر بعد میں ایک amendment کی گئی تھی جس کے اندر اس resolution کو Constitution کا part بنایا گیا۔ بعد میں جو آئین آئے ان کے اندر original draft میں یہ resolution تھی لیکن objective resolution کو پھر 1956 کے اندر جس طریقے سے اسے Constitution میں carry کیا وہ بھی یہی تھا اور even 1953 کی جو ایک بڑی important report تھی جسے جسٹس منیر کمیشن رپورٹ اس کے اندر ان ساری چیزوں کو summarize کیا گیا اور اس وقت کے جو ہمارے religious group کو جو لوگ lead کر رہے تھے ان سے پوچھا گیا تھا کہ شرعی نظام کیا اور لوگوں کو simple جو ہمارے religious scholars, they were unable to answer this question. شرعی نظام کیا ہے۔ کیا آپ شیعہ والے شرعی نظام لے کر پاکستان آئیں گے، کیا آپ ایران والا concept لے کے آئیں گے؟ سعودی عریبیہ والا لے کر آئیں گے، ترکی یا ملیشیا والا لے کر آئیں گے ، کونسے والا شریعت نظام ہے، کیا ترکی اندر جو سسٹم ہے وہ شریعت کے اوپرbased ہے یا وہ secularism کے اوپر based ہے۔ ہمیں from the very beginning confuse کیا گیا ہے اور یہ objective resolution سوائے ہمارے جو intellectuals and constitutional history کو corrupt کرنے کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ یہ resolution بہت important resolution ہے۔ شاید ہم اس ہاؤس سے باہر بات کریں تو ہمیں کوئی دو چار تپھڑ بھی لگانے کے لیے تیار ہو جائیں۔ ہم objective resolution کو اس مانتے ہیں just like a holy paper, nothing else اور otherwise اگر آپ اس کے متن کو بھی پڑھیں تو شاید آپ کہیں گے کہ اس کا مقصد کیا تھا۔ صرف اور صرف یہ تھا کہ اس وقت جو Parliamentarians تھے they were demanding about the Constitution تبbasic constitutional committee نے اٹھا کر چار دنوں کے اندر یہ resolution بنا کر table پر کر دی۔ ادھر لیاقت علی خان صاحب نے اس کے اوپر دس دنdebate کی even Opposition side سے یہ بھی proposal آیاتھا کہ آپ اس کو ایک public document بنائیں اور پبلک کا response لیں کیونکہ آپ سٹیٹ کی foundation set کرنے جا رہے ہیں، پہلا Constitution بنانے جا رہے ہیں۔ آپ اس کے لیے پبلک کا response لیں گے، پبلک کیا کہتی ہے کہ کیا objective resolution جیسے document part بننا چاہیے۔ اس قسم کی resolution کو adopt بھی کرنا چاہیے from the very beginning. میں اس قسم کی چیزوں کے لیے رفیع اللہ کاکڑ صاحب کے سے بالکل agree کروں گا اور Leader of the Opposition کو بھی کہوں کہ جو بھی اختلافات ہیں وہ تھوڑے سے کسی اور طریقے سے resolve کیے جاتے ہیں۔ کاکڑ صاحب نے بہت اچھا کیا ہے کہ وہ یہ resolution لے کر آئے ہیں کیونکہ یہ اتنا

important issue ہے اور unfortunately ادھر کسی نے بھی objective resolution کے اوپر debate کرنے کی زحمت ہی نہیں کی، نہ اپوزیشن بینچز سے، نہ ٹریژری بینچز سے ، شاید وہ اس ابھی اس کی اہمیت کو نہیں جان رہے تو Leader of the Opposition سے یہ request ہو گی کہ kindly پہلے آپ اس resolution پڑھ لیں، اس کے اوپر amendment بھی آئے گی اور تب ہم اس کو amend بھی کریں گے اور even اس کو preamble کا part یوں بنانا ہے کہ simple ایک resolution دی اور social pressure کے تحت ہم اس کو preamble کا part بنائیں گے۔ میرا اس کے اوپر proposal یہ ہو گاکہ اگر یہ ابھی practically part of Constitution ہے ہم ایک تو اس کو cut کریں گے اور دوسرا اس کو ہم پھر preamble کا part بھی نہیں بننے دیں گے۔ اگر اس کو separate کر لیں تو for once and all یہ جو Youth Parliament کے اندر جو concept ہے وہ ہم اس طرح لے کر آئیں گےکہ ہم اس کو Constitution سے separate کریں گے اور بھی کچھ ہے even ہمارے Constitution کے اندر type of sovereignty جو ہے وہ آرمی اور جوڈیشری کو بھی دی ہوئی ہے کہ آپ ان کے کسی step کو question نہیں کر سکتے۔ یہ sovereignty نہیں تو اور کیا ہے اور دوسری طرف سے آپ کہہ رہے ہیں کہ sovereignty lies with Allah اور پھر آپ کہہ رہے ہیں کہ Sovereignty lies with the Parliament ہمیں نہیں پتا کہ sovereignty کہاں پر lie کر رہی ہے۔ کچھ گروپ اٹھتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ شریعت لے کر آؤ، کچھ اٹھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں secularism چاہیے، کچھ وہ ہیں جنہیں کچھ پتا نہیں ہے انہیں جہاں سے social pressure جس طرف lead کرتا ہے، left wing ہے تو left wing والی side پر چل پڑتے ہیں، right wingہے تو right wing والی side پر چل پڑتے ہیں، یہ floating votes ہیں۔ کاشف شیخ صاحب ہم اس کو address کریں گے اور انشاء اللہ amendment بھی لے کر آئیں گے اور اس constitution سے separate کرنا چاہیے ، اس کا یہی ٹاہم ہے۔ شکریہ۔

Madam Speaker: We are going to hold the discussion here and I am going to have to declare the pending resolution until last day of the session. So that it can be collaborated with private member's Bill.

Now I am going to move on the next item on our agenda. Mohterim Ali Raza Shafiq sahib and Mohterma Momna Naeem sahib would like to move a resolution. Yes, Ali Raza Shafiq sahib.

Mr. Ali Raza Shafiq: Thank you Madam Speaker. "This House of the opinion that the government should take immediate steps to restore all the trains discontinued in the country and also to a matter of urgent public importance regarding dismantling of different railway tracks in Khyber Pakhtun Khwa and sale thereof to steel and furniture factories causing a great concern amont the public.

میڈم سپیکر! مومنا نعیم آج present نہیں ہیں تو میں ان کی طرف سے تھوڑا اس resolution پر بات کروں گا۔ میڈم سپیکر! پاکستان کو بنے ہوئے تقریباً 70 سال ہونے کو ہیں اور ہمارے ساتھ بننے والے ملک انڈیا میں ان کے ریلوے کی حالت یہ کہ وہ دنیا کا سب سے بڑا employer انڈیا ہے اور ریلوے ڈیپارٹمنٹ میں سب سے زیادہ employees ہیں جب کہ پاکستان کے ریلوے کے نظام کو اچھا کرنے کی بجائے، اچھا تو بہت دور کی بات ہے، ہم نے اس کو کھانا شروع کر دیا ہے۔

میڈم سپیکر! میں آپ کو کچھ facts بتانا چاہوں گا، تھوڑے عرصہ پہلے کی بات ہے کہ NAB نے تقریباً دو سو ٹن ریلوے tracks جو سٹیل چوری کی گئی تھی اس کو پکڑا تھا، جس کی مالیت تقریباً ایک کروڑ

مالیت کی تھی۔ اس چوری میں ریلوے کے officials خود شامل تھے۔ دوسری بات میڈم! میں یہ بتانا چاہوگا کہ ہنگو سے گزرنے والا ایک ریلوے ٹریک جسے تھوڑا عرصہ پہلے جو ریلوے کے officials تھے انہوں نے وہاں سے سٹیل کو اکھاڑ کر بیچنے کی کوشش کی جس کو بعد میں پکڑ لیا گیا۔

میڈم! تیسری بات یہ ہے کہ پشاور جو خیبر پختونخوا کا capital ہے وہاں پر ریلوے کی حالت اتنی بری ہے کہ وہاں پر ریلوے ٹرین کا چلنا اس ٹریک پر بہت مشکل ہے اور کسی وقت بھی وہاں پر accident کا خطرہ ہوتا ہے۔ وہاں کے ریلوے ٹریک کی condition وزیرستان کے ریلوے ٹریک سے بھی بہت بری ہے حالانکہ وہ capital ہے۔

میڈم سپیکر! چوتھا point میں یہاں پر یہ discuss کرنا چاہوں گا کہ تھوڑے دن پہلے Standing Committee National Assembly اس کے سامنے ریلوے کے officials نے یہ statement دی تھی کہ پاکستان کا جو total railway track ہے جس کی length 8000Km کے لگ بھگ ہے، اس میں سے آدھا ٹریک ایسا ہے جس کو ہم use نہیں کر سکتے ہیں۔ میرا مطلب ہے اس پر ٹرین کو چلانا خطرے سے خالی نہیں ہے۔

میڈم! جب ہمارے ریلوے کی حالت اس طرح کی ہے اور ہم اس میں بہت advancement کی طرف تو جا رہے ہیں، یہ بہت اچھی بات ہے، ہمیں جانا چاہیے، ہم بڑی بڑی different countries کو آپس میں ملانا چاہ رہے ہیں، کبھی ہم کہتے ہیں کہ ہم ترکی تک ٹرین کو لے کر جائیں گے، کبھی ہم بات کرتے ہیں کہ ہم گوادر سے چائنہ تک جائیں گے ، اچھی بات ہے، ہمیں ایسے کام بھی کرنے چاہیں لیکن میڈم سپیکر میرا پوائنٹ یہ ہے کہ جو پہلے سے ٹریک موجود ہیں ہمیں ان پر بھی کام کرنا چاہیےاور ان کو بیچ کر کھانے کی بجائے ہمیں ان پر proper work کر کے ان کو بھی اچھی طرح use کرنا چاہیےتاکہ جو پہلے سے لوگ ان tracks اور ریلوے کی facilities سے facilitate ہو رہے ہیں، ان میں بھی کسی قسم کا مسئلہ نہ بنیں تو میڈم سپیکر! میں اس ہاؤس سے request کروں گا کہ اس پر ذرا positive طریقے سے debate کی جائے۔ شکریہ میڈم سپیکر۔

میڈم سپیکر: محترم فیضان ادریس صاحب۔

جناب فیضان ادریس: شکریہ میڈم سپیکر۔ میری کچھ strong reservations ہیں اس resolution کے اوپر اور کچھ points میں highlight کرنا چاہوں گا کہ میرے محترم دوست نے یہاں پر بات کی کہ immediate restoration of all trains discontinued earlier in the country. اس میں یہ ہے کہ جب ایسے decisions لیے جاتے ہیں اور کچھ tracks hold کیے جاتے ہیں تو اس کے پیچھے کچھ solid reasons ہوتی ہیں۔ اگر آپ نے ان کی restoration کی بات کرنی ہے تو پہلے یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ وہ ریلوے کے لیے economically viable ہیں یا نہیں۔ آپ کی budgetary provisions کیا ہیں، passenger to track یا passenger to train آپ کیا ratio ہے۔ یہ تو بالکل last step ہے کہ آپ کہیں کہ complete restoration یا revival of railway tracks کریں۔ اس سے پہلے آپ کو ریلوے کو as an institution strong بنانے کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے infrastructure پر کام کرنے کی سب سے پہلی ضرورت ہے۔ آپ نے revenue generate کرنا ہے - آپ کے پاس revenue ہو گا تو آپ ان tracks کو maintain بھی کر سکیں گےاور ان کو چلا بھی سکیں گے۔ اس وقت ریلوے کے پاس جتنی بھی زمین پورے پاسکتان میں پڑی ہوئی ہے وہ land mafia کے قبضے میں ہے۔ میری ایک recommendation یہ تھی کہ یہاں پر

construction کے حوالے سے بات کی جاتی ہے، بحریہ ٹاؤن کے جو مالک ہیں ملک ریاض صاحب، جہاں آپ یہ دیکھیں پنجاب گورنمنٹ نے ان کے ساتھ ایک پراجیکٹ کیا ، آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کا، انہوں نے ,no profit no loss کے اوپر وہ project timely complete کر دیا، اسی طرح جو ریلوے کی زمین ہے اگر آپ real estate کے جتنے بھی پاکستان کے big tycoons ہیں ان کو on board لیں اور اس کا کوئی solution نکالیں، ان کو آپ lease پر دیں وہاں پر development ہواور land mafia سے اس کو چھڑوائیں تو آپ کا ایک بہت huge chunk of revenue would be generated from there اس کے بعد میرے بھائی نے پختونخوا کی بات کی جہاں پر ٹریک کی dismantling ہوئی، اس طرح کا سندھ اور بلوچستان میں بھی ہو رہا ہے۔ کسی ایک صوبے کا نام لے کر اور پھر صوبائیت کا لوگ رنگ دیتے ہیں، میرا خیال میں I would suggest and recommend کہ یا تو خیبر پختونخوا کا نام نہ لیا جائے یہ پھریہ ہے کہ اس میں amendment کر کے صوبوں کے نام بھی لیے جائیں۔ ہمارے پاس جاپان، چائنہ اور great Britain کی مثالیں ہیں کہ انہوں نے public private partnership کے لیے اپنےریلوےڈیپارٹمنٹ کو privatize کیا اور آپ ان کو دیکھیں .they are in profit آپ انڈیا کی مثال لے لیں اگر آپ نے اس کو government owned ہی رکھنا ہے تو اس کے اندر آپ کو سب سے پہلے revenue generation پر سوچنا ہو گااور جو آپ کے pilferage ہیں ان کو کم کرنا ہو گا-That comes at the later stage جو محترم نے بات کی ہے تو .I would strongly oppose this resolution. Thank you

میڈم سپیکر: محترم ہشام ملک صاحب۔

جناب ہشام **ملک**: شکریہ میڈم سپیکر۔ میرے خیال سے میرے معزز fellow Parliamentarians کا کوئی personal grievance ہے اور یہ resolution اس لیے table کی کہ شاید وہ پشاور اسٹیشن پر گئے تھے اور ان کو یہ سٹیشن اچھا نہیں لگا چونکہ بڑے اسٹیشنز پر نہ کوئی لندن والا اسٹینڈرڈ ہے نہ کوئی پیرس والا اور باقی stations کا بھی یہی حال ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ریلوے کی وہی بات جو فیضان صاحب نے بھی کی تھی کہ ریلوے اسٹیشنز کی یا ریلوے کی جو حالت ہے وہ صرف KPK میں نہیں باقی صوبوں میں بھی ہےاس لیے کسی ایک صوبے کی specifically بات نہ کریں۔ اگلی بات یہ ہے کہ ریلوے اسٹیشن جو پشاور کا ہے اس کی حالت وزیرستان سے بھی خراب ہے ، وزیرستان میں کونسا ٹریک ہے ، مجھے ذرا یہ بتائیں۔ ان کی دوسری بات یہ تھی کہ loss profit enterprise ہے، اب جو public owned enterprises ہیں اگر ان میں politicians یا گورنمنٹ اس طرح کے decisions لینا شروع کر دے گی، یہ route چلاؤ، یہ routeنہ چلاؤ وہ تو loss bearing enterprise پہلے ہی ہے اور losses آپ increase کرنا چاہ رہے ہیں، آپ تو یہ suggestion دے رہے ہیں۔ آپ ایسی concrete suggestions دیں جن سے ان کے loss بھی reduce بھی سکیں بجائے اس کے کہ آپ loss increase میں مدد دے رہے ہیں۔ بہتر تو یہ ہوتا کہ تھوڑا سا homework کر کے یہ resolution table کرتے، یہ ابھی تک تو I think صوبائیت اور ایک certain province کو فروغ دے رہی ہے بجائے اس کے ایک nationalism کی بات ہو کہ باقی صوبوں میں بھی ریلوے کا نظام بہتر ہونا چاہیے۔ میرے خیال میں اس میں یا تو amendment کی جائے ورنہ ہم اسے reject کریں گے۔ شکریہ۔

میڈم سپیکر: محترم عبدالصمد صاحب۔

جناب عبدالصمد: شکریہ میڈم سپیکر۔ میڈم سپیکر،

There are some issues raised by the treasury benches, Mr. Hasham raise the point that is there any railway track in Waziristan, I agree with him that there is no railway track in Waziristan.

میں نے resolution پیش کرنے سے پہلے علی صاحب کو ایک بات کی کہ پشاور سے خیبر ایجنسی میں shuttle service چلتی رہی تو وہ خیبر ایجنسی کی جگہ وہ وزیرستان کا نام لے بیٹھے جوکہ غلطی ہو گئی۔ اس وجہ سے تھوڑی سی misconception develop ہوئی that was the shuttle service between Peshwar and Torkham border. اس وقت وہ چلتی تھی اور وہ کافی revenue generate کرتی تھی۔ اس میں کیا ہوتا تھا کہ آپ کیا افغانستان کے بارڈر tax free آپ کا سارا سامان import ہوتا ہے اور وہ کافی زیادہ revenue generating body ہوتی تھی۔ جہاں تک یہ issue from government side raise کیا گیا کہ صرف خیبر پختونخوا نہیں بلکہ پورے ملک میں تو yes it is a very valid point یہ پورے ملک میں ہونی چاہیے اور since the discussion is being winded up and we will put forward the amendment as well تھوڑی دیر میں ہم اسے put forward کرتے ہیں کہ یہ پورے ملک میں ہونی چاہیے۔ ریلوے ایک ایسی باڈی ہے جو ریونیو generating body ہے، اس کا ملک کو فائدہ ہونا چاہیےلیکن یہاں پر ملک کو نقصان ہو رہا ہے۔ ریلوے کے پاس جو land موجود ہے اس پر ریلوے کے ملازمین مزے اڑا رہے ہیں تو اس کی ہم یہاں مخالفت کر رہے ہیں اور immediate steps کی جو بات ہوئی ، فیضان صاحب نے کہا کہ immediate steps ہم اس طرح نہیں اٹھا سکتے، آپ کو ریونیو خرچ کرنا پڑے گا، immediate steps ہیں انہیں managing set up اٹھا سکتے ہیں۔ آپ managerial level پر decisions کر سکتے ہو، مثال کے طور پر there was one of the railway service initiated between Lahore to Karachi, I don't remember the name exactly لیکن اس میں اگر آپ کو یاد ہو کہ اس میں ریلوے کا بہترین عملہ بھی لگایا گیا تھا اور لوگوں کی طرف سے کافی اسے پسند کیا گیا تھا اور وہ جو پچھلی اے این پی کے جو وزیر تھے انہوں نے initiative لیا تھا، اس کا کافی فائدہ بھی ہوا تھا لیکن اب وہ دوبارہ رک گیا ہے۔ اب آپ اس میں اس طرح کے steps اٹھا دیتے ہیں managerial level پر یا آپ اس کو بہتر بنا لیتے ہیں توریلوے revenue generatingادارہ ہے تو آپ اس کو بہتر بنا سکتے ہیں اور ملک کی معیشت کو اس سے فائدہ ہو سکتا ہے ۔ شکریہ میڈم سپیکر۔

میڈم سپیکر: محترم امین اسمعیلی صاحب۔

جناب امین اسمعیلی: شکریہ میڈم سپیکر۔ میڈم، جو ہشام صاحب نے بات کی ہم اس کو endorse کروں گا اور ساتھی ہی میں کچھfacts دینا چاہوں گا جو کہ اس resolution میں missing تھے ۔ میڈم سپیکر! جس طرح انہوں نے KPK کو مورد الزام ٹھہرایا کہ پندرہ بلین کا losses ریلوے میں ہے جو کہ سارے کا سارا KPK کی وجہ سے ہو رہا ہے ۔ میں میڈم کو بتانا چاہوں گا کہ انہوں نے ایک figure دی تھی کہ ریلوے ٹریک ہے جو کہ ساڑھےآٹھ ہزار کلومیٹر پاکستان کا ہے۔ اس کا exact figure 7751 KM ہے اور یہ ریلوے ٹریک زیادہ تر پنجاب اور سندھ سے گزرتا ہے۔ دوسری بات میڈم یہ ہے کہ جو railway stations ہیں پورے پاکستان کے اندر ان میں سے صرف KPK کے چار ریلوے اسٹیشنز ہیں جو کہ operational ہی۔ جب کہ پنجاب کے اندر چالیس

ریلوے اسٹیشنز ہیں اور سندھ کے اندر چوبیس ریلوے اسٹیشنز ہیں تو بھائی صاحب یہ کہتے ہیں کہ KPK کی وجہ سے سارے losses ہو رہے ہیں۔ شکریہ میڈم سپیکر۔

میڈم سپیکر: محترم فیضان ادریس صاحب۔

جناب فیضان ادریس:شکریہ میڈم سپیکر۔ اس پر میری ایک clarification تھی، ابھی جناب صمد صاحب نے immediate steps and management decisions کی بات کی، میں نے ان کی wording immediate steps to restore all trains discontinued earlier کو oppose کیا تھا۔ یہ management level کا نہیں policy step ہے اور اس میں financial impact ہوتا ہے۔ صرف یہ clarification تھی کہ میری opposition management or governance side پر نہیں ہے۔ آپ نے restoration of tracks کی جو بات کی تھی، اس پر میں نے oppose کیا ہے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب افنان صاحب۔

Mr. Afnan Saeed-u-Zaman Siddique: Thank you Madam Speaker. I would just like to bring this into the notice of my friend Ali Raza that there is already Railway Regulatory Authority Ordinance 2002 and if he goes through that extensively he would come to know that the section 19 and 20 actually deals with the track assessments. How those tracks over a period of time if are depleted have to be replaced and then there is a mechanism which is covered under the Railway Act of 1890. If he just go through these acts then he would better understand that just presenting something of a sort that suggests that the authorities need to take into cognizance anything that has been done in regard to the railway tracks being sold to different steel and furnisher factories. These sort of things are not just upon the authority to take into account but then there is a mechanism under section 31 that covers extensively that if a public individual for any sort is aggrieved and has witnessed that malpractices being done whenever these sort of tracks have been laid or when they are depleted and not being replaced, the onus is on the member of that public to bring it into the notice of the authority and the authority would then subsequently take actions to rectify such anomalies which occur over a period of time. I would only suggest that the first bit probably makes a little sense but the other part where it says "also to matter of urgent public importance regarding dismantling of different railway tracks in KPK and sale thereof to steel and furniture factories causing grave concern among the public" I would not agree with this. If the member would go through the Act, he would know the mechanism which is already there and has been introduced over a period of time. So that such things would not only just be that the government should exclude them out but for them also to point out the government could then further take notices of such occurrences. I would not endorse this resolution. Thank you.

Madam Speaker: Anyone from the opposition would like to comment? Honourable Prime Minister sahib.

Rana Faisal Hayat (Prime Minister): Thank you Madam Speaker.

میں یہ resolution پڑھ کر کافی حیران و پریشان ہوں۔ یہ مجھے resolution کم اور مذاق زیادہ لگ رہا ہے۔ It is more of a حکیمانہ مشورہ کہ ریلوے ٹھیک ہونی چاہیے۔ اپوزیشن والے شور کرتے ہیں کہ وقت بچنا چاہیے اور وہ بہت کام کرتے ہیں، یہ ہمیں بتانا پسند کریں گے کہ یہاں پر یہ کون سا وقت بچا رہے ہیں؟ اس

session کا topic کیا ہے اور یہ کیا بات کر رہے ہیں۔ انہوں نے جتنی discontinues trains ہیں، ان کی economic feasibility پر بات کی ہے، نہ انہوں نے اس کے regional effects ڈالے ہیں کہ یہ کہاں پر ہو سکتا ہے اور کہاں نہیں ہو سکتا اور private sector کے ساتھ پاکستان ریلوے کے جو projects چل رہے ہیں، انہوں نے just for the sake of a resolution کے ایک بات کر دی ہے کہ یہ ہونا چاہیے۔ پاکستان اچھا ہونا چاہیے، ہونا چاہیے۔ مشورے دینے والے بہت ہیں sweeping statements دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ میری درخواست ہے کہ اگر اس طرح کا کام کرنا ہے تو برائے مہربانی نہ کریں۔ آپ productive resolutions لائیں جو relevant ہوں اور کوئی کام بھی ہو۔ اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو جس طرح افنان صاحب نے کہا ہے یہ جائیں اور پہلے ان کے rules and procedures check کریں اور اگر یہ legislative business میں serious ہیں تو proper research کر کے کوئی چیز لائیں، اس طرح sweeping statements سے کام نہیں چلے گا۔ شکریہ۔

Madam Speaker: Now put the resolution to the House.

(The resolution was negatived)

Madam Speaker: Now I will announce the panel of Chairpersons.

1. Mr. Rafiullah Kakar
2. Miss Bushra Iqbal Rao
3. Mr. Ali Humayun

[The House was adjourned to meet again on 31st August, 2013 at 300 pm]